﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَّشَآء﴾☆(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَحْمُوْداً﴾ (بنی إسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۱۰/ستمبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۳۷

۲۹/جمادی الاول ۱۴۲۰ہجری ☆ ۱۰/تبوک ۱۳۷۸ہجری شمسی

خدمت خلق

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کی عیال یعنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے"۔

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

خدا کی طرف سے بہت سے اعجازی نشان ہیں جو سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق احمدیت کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک (۱۵۸) ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ امسال چار نئے ممالک کا اضافہ

نئے ممالک میں نفوذ کے ساتھ دنیا بھر میں مساجد اور تبلیغی مراکز یعنی مشن ہاؤسز کا اضافہ

اس وقت تک ۵۳ زبانوں میں مکمل تراجم قرآن کریم شائع ہو چکے ہیں

مختلف زبانوں میں نئے لٹریچر کی تیاری ، وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل ، احمدیہ چھاپہ خانوں، پریس اینڈ میڈیا ڈیسک اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل سے متعلق اعدادوشمار پر مشتمل نہایت ایمان افروز تفصیلات

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ(۳۱/جولائی): آج بعد دوپہر چار بجے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے دوسرے اجلاس کی کارروائی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے پر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم عبدالمومن طاہر صاحب نے کی اور پھر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم کرشن احمد پٹیل نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعدازاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ النصر کی تلاوت کے ساتھ خطاب کا آغاز فرمایا۔ (اس حد درجہ ایمان افروز خطاب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے)۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جلسہ کا دوسرا دن ہے اور دوسرے دن کا وہ خطاب شروع ہے جس میں اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اعداد و شمار جن کا دراصل شمار ممکن نہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے اعداد و شمار۔ بے انتہا فضل ہیں۔ اتنے کہ سمیٹے نہیں جاسکتے۔ لیکن کوشش کی گئی ہے کہ ہم فضلوں کے ذکر کا کچھ کچھ حصہ بیان کر سکیں۔

حضور نے فرمایا کہ اعداد و شمار کا ذہن ہر ایک کو نصیب نہیں ہوا کرتا۔ خصوصاً تعلیمیافتہ لوگ اعداد و شمار سے گھبراتے ہیں اور توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے اجتماعی اعداد و شمار کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کی چند مثالیں بھی آپ کے سامنے رکھی جائیں گی جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مزید فضل عطا ہو رہے ہیں یعنی خدا کی طرف سے بہت سے اعجازی نشان ہیں جو سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگ جوق در جوق احمدیت کو قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

لندن(۲۷/اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ:

"غیر معمولی مصروفیات کے نتیجہ میں تھکان اور Exertion کی وجہ سے چند روز آرام فرما رہے ہیں اور اس دوران نمازوں کی امامت کے لئے مسجد تشریف نہیں لا رہے۔ احباب جماعت حضور کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں جاری رکھیں تاکہ عظیم الشان کامیابیوں کے ساتھ مقاصد عالیہ کی تکمیل ہو"۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی والی فعال لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کے بابرکت عہد خلافت میں احمدیت کا قافلہ شاہراہ غلبۂ اسلام پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے زبردست نشانوں جلو میں عظیم الشان روحانی فتوحات کو حاصل کرتے ہوئے نہایت سرعت کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ آمین

چنانچہ آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج برطانیہ نے مسجد فضل لندن میں نماز جمعہ پڑھائی اور اس سے پہلے مختصر خطبہ انگریزی زبان میں دیا جس میں انہوں نے احباب جماعت برطانیہ کو تبلیغ و دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

☆......آج ایک بجے بعد دوپہر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک پرانے خطبہ جمعہ کی ریکارڈنگ نشر کی گئی۔ یہ خطبہ حضور ایدہ اللہ نے ۲۶/فروری ۱۹۹۸ء کو ارشاد فرمایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے یکم ستمبر کو جو **تازہ اطلاع** دی ہے اس کے مطابق:

"اللہ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ کی صحت اب کافی بہتر ہے۔ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق علاج ہو رہا ہے اور اس سے نمایاں فرق بھی پڑ رہا ہے۔ لیکن ابھی مزید آرام کی ضرورت ہے"۔

احباب جماعت حضور انور ایدہ اللہ کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے نئے ممالک میں نفوذ کا اجمالی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے ۱۵۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

☆......امسال جو چار نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) چیک ریپبلک (Czech Republic)۔ (۲) سلووک ریپبلک (Slovak Republic)۔

(۳) ایکواڈور (Ecuodor)۔ (۴) لیسوتھو (Lesotho)۔

جماعت جرمنی کی نمایاں خدمات

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ نئے ممالک میں احمدیت کو پھیلانے میں سب سے زیادہ خدمت جماعت جرمنی نے کی ہے۔ان کے سپرد آٹھ ممالک کئے گئے تھے۔ گزشتہ سال تک وہ درج ذیل چھ ممالک میں احمدیت کو نافذ اور منظم کر چکے تھے۔ یعنی بلغاریہ، بوزنیا، رومانیہ، سلووینیا، میسیڈونیا (مقدونیہ) اور کروشیا۔ الحمدللہ کہ امسال بقیہ دو ممالک سلووک ریپبلک (Slovak Republic) اور چیک ریپبلک (Czech Republic) میں بھی انہوں نے کامیابی حاصل کرلی ہے اور جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آچکا ہے۔

ایکواڈور (Ecuodor) میں احمدیت کا نفوذ

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایکواڈور میں احمدیت کا نفوذ اس طرح ہوا کہ کینیڈا میں Ecuodor کے ایک دوست ناصر احمد (Fernando Astudillo) نے احمدیت قبول کی تھی۔انہوں نے جلد جلد اخلاص میں ترقی کی۔یہ اپنے عزیزوں سے ملنے ایکواڈور گئے اور ان کی دعوت اللہ کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے ایک کٹر رومن کیتھولک خاندان میں سے پانچ افراد نے اسلام قبول کرلیا ہے اور یہ سلسلہ اب مسلسل بڑھ رہا ہے اور امید ہے کہ نمایاں کامیابی حاصل ہوگی۔

لیسوتھو (Lesotho) میں احمدیت کا نفوذ

لیسوتھو (Lesotho): اس ملک میں جماعت کے قیام کی ذمہ داری ساؤتھ افریقہ جماعت پر ڈالی گئی تھی۔الحمدللہ امسال انہوں نے یہاں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ایک علاقہ کا انتخاب کر کے کام شروع کیا گیا۔ سوال وجواب کی مجالس ہوئیں۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔اللہ کے فضل سے پہلی مجلس میں ہی ایک دوست Patrick Rafuto بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوگئے۔انہوں نے اپنے لئے اسلامی نام ہارون رافوتو پسند کیا ہے۔وفد کو اپنے گھر لے گئے جہاں وفد کے ممبران نے اذان دینے کے بعد باقاعدہ باجماعت نماز ادا کی۔اور بھی بہت سے لوگ احمدیت کے قریب آگئے ہیں۔علاقہ کے چار چیف صاحبان سے بھی رابطہ ہوا ہے۔انہوں نے اپنے علاقہ میں احمدیت کو خوش آمدید کہا ہے۔یہاں بھی انشاءاللہ بہت جلد مزید کامیابیاں نصیب ہونگی جن کی تفصیل انشاءاللہ اگر خدا نے توفیق دی تو آئندہ جلسہ میں پیش کی جائے گی۔

اس کے علاوہ ساؤتھ افریقہ نے سوازی لینڈ (Swaziland) میں بھی کام شروع کیا ہے۔اب تک ایک تبلیغی وفد بھجوایا جاچکا ہے۔

امریکہ: امریکہ کے سپرد ۱۵ ممالک سنٹرل اور ساؤتھ امریکہ کے کئے گئے تھے لیکن ابھی تک صرف جمیکا (Jamaica) میں جماعت قائم کر سکے ہیں۔

مساجد اور تبلیغی مراکز میں اضافہ

حضور نے فرمایا کہ مساجد اور تبلیغی مراکز کے اضافہ میں افریقہ اور ہندوستان کی جماعتیں سب دنیا پر سبقت لے گئی ہیں۔ان ممالک میں چھوٹی چھوٹی مساجد اور ساتھ تبلیغی وانتظامی مراکز بہت کم خرچ پر بنائے جاسکتے ہیں۔ جب کہ بڑے بڑے مغربی ممالک میں یہ صورتحال نہیں ہے۔وہاں بڑے اخراجات اور بڑی جگہوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاہم مغربی ممالک کو بھی مشکلات کے باوجود نظرانداز نہیں کیا جارہا۔

☆......امریکہ میں ایسے تبلیغی مراکز کی تعداد ۳۶ ہے اور کینیڈا میں دس ہے۔

☆......امریکہ میں امسال ورجینیا ریاست کے شمالی حصہ میں ایک بہت اچھے علاقہ میں ۴ء۷ لاکھ ڈالرز میں خریدا گیا ہے۔اب یہاں مسجد اور تبلیغی مرکز کی تعمیر کے لئے نقشے بن رہے ہیں۔

علاوہ ازیں شکاگو، ہیوسٹن، فلاڈلفیا اور ڈیٹرائٹ میں بھی نئی مساجد اور تبلیغی مراکز کے منصوبے زیر کارروائی ہیں۔ نیز تازہ ترین اطلاع کے مطابق واشنگٹن کی مسجد کے ساتھ ملحق ایک چالیس ایکڑ قطعہ زمین خریدا جاچکا ہے جو اس مرکزی مسجد کی روز بروز بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے لئے کام آئے گا۔

کینیڈا میں امسال مسی ساگا میں ایک نہایت ہی باموقعہ اور خوبصورت عمارت مناسب قیمت پر خریدنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔یہ عمارت ۵ء۱۶ ایکڑ کے پلاٹ پر تعمیر شدہ ہے۔جس کا صرف مسقّف حصہ ۲۸ ہزار مربع فٹ ہے۔اور ۲۱۸ گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام موجود ہے۔ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں ۱۲۰۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔اس میں چالیس دفاتر ہیں جن میں ہر قسم کا فرنیچر موجود ہے۔ساری عمارت ائرکنڈیشنڈ ہے اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔یہ عمارت ۱۹ لاکھ پچانوے ہزار ڈالر میں خریدی گئی ہے۔اس عمارت کی خرید کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا نے تین ماہ کے عرصہ میں ۲۰ لاکھ ڈالر سے زائد رقم اکٹھی کی ہے۔ عورتوں نے اپنے زیورات کثرت سے پیش کئے۔الحمدللہ۔

حضور نے فرمایا لیکن اتنی بڑی عمارت کے ائرکنڈیشن کو جاری رکھنا بھی بہت خرچ چاہتا ہے۔اب خدا کرے کہ اس کثرت سے وہاں نمازی بھی پیدا ہوں کہ وہ اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں اور وہ اخراجات بھی مہیا ہوں کہ اس ائرکنڈیشنڈ عمارت کو مسلسل اسی حالت میں رکھا جائے کہ ہر چیز ٹھنڈی اور اعتدال پر رہے۔

تجھے دُنیا میں ہے کِس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اُس کو سہارا
کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پر ہیں میرے دن رات
مری خاطر دکھائیں تو نے آیات
ترحّم سے مری سن لی ہر اک بات
کرم سے تیرے دشمن ہو گئے مات
عطا کیں تو نے سب میری مرادات
پڑا پیچھے مرے جو غولِ بدذات
پڑی آخر خود اس موذی پہ آفات
ہوا انجام سب کا نامرادی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

(درثمین)

جرمنی میں یک صد مساجد کی تعمیر کا منصوبہ

اس وقت تک جماعت جرمنی سات مقامات پر مسجد کے لئے قطعات خرید چکی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ساری جماعت جرمنی ملک کی مختلف جماعتوں کو نمازوں کے لئے جگہیں میسر ہیں لیکن باقاعدہ مساجد کی تعمیر نہیں ہوسکی تھی۔اب خدا کے فضل سے اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے کام ہورہا ہے۔اب سات مقامات پر مسجد کے لئے قطعات خریدے جاچکے ہیں۔اس پر ۲۶ لاکھ ۹۷ ہزار ۵۴۵ جرمن مارک خرچ آیا ہے۔(اس سکیم کے تحت Wittlich شہر میں پہلی مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔یہ مسجد تعمیر کے آخری مراحل میں ہے)۔

جماعت انگلستان

جماعت احمدیہ انگلستان نے بھی مساجد کی تعمیر کے پروگرام پر عمل درآمد شروع کیا ہے۔ بریڈفورڈ میں ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے خریدا جاچکا ہے اور دیگر مختلف شہروں میں جائزے لئے جارہے ہیں۔ان کی مرکزی مسجد کی تعمیر کا پروگرام بھی جاری ہے۔

ناروے: ناروے میں جماعت کی پہلی بڑی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوچکا ہے۔

سویڈن: سویڈن میں مسجد ناصر کی توسیع پر کام شروع ہوچکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں حتی المقدور اختصار سے بات کررہا ہوں تاکہ تھوڑے وقت میں بڑے کام کو سمیٹا جاسکے۔

صرف مساجد بنادینا کافی نہیں ان کی آبادی کے لئے بھی کوشش ہونی چاہئے

حضور نے فرمایا کہ اقبال نے اقرار کیا ہے کہ ؂

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

حضور نے فرمایا کہ یہاں جو مسجد بناتے ہیں وہ سچی ایمان کی حرارت والے بناتے ہیں۔ پہلے نمازی بنتے ہیں تو پھر خدا کے فضل سے مسجد تعمیر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو انشاءاللہ آئندہ بھی جاری رکھے گا۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں: مسجد بیت الاسلام سے ملحقہ ۱۵۰ ایکڑ زمین پر ایک Builder نے مکان بنانے کا منصوبہ بنایا تو اس سے بات چیت کی گئی کہ اگر وہ مکانوں کے نقشوں میں ہماری ضرورت کے مطابق تبدیلیاں کرے اور اچھی قیمت دے تو احمدی احباب زیادہ سے زیادہ مکان خریدیں گے۔اس وقت ایک سو سے زائد خاندان مکان خرید چکے ہیں۔ان تمام گھروں سے مسجد بیت الاسلام ۲ سے ۵ منٹ کی مسافت پر ہوگی۔ اگلے سال مزید ۶۰ سے ۱۰۰ خاندان مکان خرید سکیں گے۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

"شیخ عجم"

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہید افغانستان

کے سوانح حیات (۱۸۵۳ء - ۱۹۰۳ء)

(سید میر مسعود احمد۔ ربوہ)

(آٹھویں قسط)

سرداران کابل کو تبلیغی خطوط

حضرت صاحبزادہ صاحب نے سید گاہ سے سرداران کابل کو پانچ تبلیغی خطوط تحریر کئے ان میں سے ایک خط مستوی الملک بریگیڈیئر مرزا محمد حسین خان کوتوال کے نام تھا۔ دوسرا سردار شاہ غاصی عبدالقدوس خان اعتمادالدولہ کو لکھا۔ تیسرا مرزا عبدالرحیم خان دفتری کو۔ چوتھا حاجی باشی شاہ محمد کو اور پانچواں خط قاضی القضاۃ عبدالعزیز کے نام تھا۔

ان خطوط میں آپ نے تحریر فرمایا کہ میں حج کے ارادہ سے روانہ ہوا تھا لیکن ہندوستان میں میری ملاقات حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے ہوئی جو قادیان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور قرآن شریف اور احادیث کے مطابق وقت مقررہ پر آیا ہوں۔ میں نے قادیان میں چند ماہ گزارے، ان کا دعویٰ سنا، ان کے افعال و اقوال کو غور سے دیکھا۔ میں نے انہیں سچا پایا۔ ان کے ملنے سے مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا قرب حاصل ہوا۔ سو میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اور جس کے آنے کا لوگ انتظار کیا کرتے تھے۔ میں اس پر ایمان لے آیا ہوں۔ آپ کو بھی چاہئے کہ اسے مان لیں تا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں، آپ کی بہتری اسی میں ہے۔ میرا فرض آپ کو یہ پیغام پہنچانا تھا۔ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

یہ خطوط آپ نے عبدالغفار خان صاحب برادر مولوی عبدالستار خان صاحب کو دئے جو انہیں لے کر بلا توقف کابل روانہ ہو گئے۔ اس وقت سردی کا موسم تھا اور برف پڑی ہوئی تھی۔

مولوی عبدالغفار صاحب نے کابل جا کر یہ خطوط مکتوب الیہم کو پہنچا دئے۔ مولوی صاحب ان تمام لوگوں کو خوب جانتے تھے۔ مرزا محمد حسین خان کوتوال نے مولوی عبدالغفار خان صاحب سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ خط کا جواب صاحبزادہ صاحب کو ڈاک کے ذریعہ بھجوا دیا جائے گا۔

مولوی عبدالغفار خان صاحب نے واپس آ کر حضرت صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ مجھے تو ان خطوط کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ البتہ مرزا محمد حسین خان نے کہا تھا کہ تم واپس چلے جاؤ جواب ڈاک کے ذریعہ بھجوا دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو خطرہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی گرفتاری اور کابل بلائے جانے کا فیصلہ

حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو خطوط سرداران کابل کے نام بھجوائے تھے وہ تمام امیر حبیب اللہ خان اور سردار نصراللہ خان کو پہنچا دئے گئے۔ امیر نے اپنے بااعتماد مولویوں کو بلا کر دکھائے اور ان کی رائے دریافت کی تو انہوں نے عرض کی کہ یہ مدعی جس کا ان خطوط میں ذکر ہے آدھا قرآن مانتا ہے اور آدھا نہیں مانتا اس لئے (نعوذ باللہ) کافر ہے اور جو شخص اسے مانتا ہے وہ بھی کافر اور مرتد ہے۔ اور اگر مولوی عبداللطیف صاحب کو ڈھیل دی گئی تو خطرہ ہے کہ اور بہت سے لوگ مرتد ہو جائیں گے۔

چنانچہ امیر حبیب اللہ خان نے خوست کے حاکم کے نام حکم جاری کیا کہ صاحبزادہ صاحب کو گرفتار کر کے پچاس سواروں کی حفاظت میں کابل بھجوا دیا جائے۔ اس دوران انہیں کوئی ملنے نہ آئے اور نہ ان سے کلام کرے۔

ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب سیر کو جا رہے تھے اور سید احمد نور صاحب اور عبدالجلیل خان صاحب ساتھ تھے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور فرمایا کہ کیا تم ہتھکڑیوں کی طاقت رکھتے ہو۔ پھر سید احمد نور سے فرمایا کہ جب میں مارا جاؤں تو تم میرے مرنے کی اطلاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کرنا۔ اس پر سید احمد نور رو پڑے اور عرض کی کہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہی ہوں میں کب آپ سے جدا ہونگا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ نہیں نہیں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہوئے تھے تو تم نے عرض کی تھی کہ حضور میں تو قادیان سے باہر نہیں جا سکتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تم سے فرمایا تھا کہ اس وقت تم صاحبزادہ صاحب کے ساتھ چلے جاؤ تم بعد میں قادیان واپس آ جاؤ گے۔ حضورؑ نے یہ تمہارے بارہ میں ارشاد فرمایا تھا، میرے بارہ میں تو نہیں فرمایا تھا۔

جب کچھ عرصہ تک آپ کے خطوط کا جواب نہ آیا تو بعض دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ یہاں سے جانا چاہیں تو ہم آپ کو اہل و عیال سمیت لے جائیں گے۔ اس وقت موقعہ ہے آپ بنوں چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۲ تا ۱۶)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ گرفتاری سے ایک روز پیشتر صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے تمام واقعات تحریر کئے اس خط میں جو القاب آپ نے حضورؑ کے لئے استعمال کئے تھے وہ بہت اعلیٰ اور شیریں تھے۔ مجھے اتنے پسند آئے کہ میں نے عرض کی کہ یہ خط مجھے دے دیں میں نقل کر کے واپس کر دوں گا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے خط اپنی جیب میں ڈال لیا اور مجھے فرمایا کہ یہ خط تمہارے ہاتھ میں آ جائے گا۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۶)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتھکڑیوں کی برداشت کر لو گے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے؟ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا۔ اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی کہ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷۔ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"سنا ہے کہ جب ان کو پکڑ کر لے جانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اپنے بال بچوں سے مل لو ان کو دیکھ لو مگر انہوں نے کہا کہ اب کچھ ضرورت نہیں"۔

(الحکم ۶/مارچ ۱۹۰۸ء۔ ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ ۴۵۷)

سید احمد نور صاحب کا بیان ہے کہ گرفتاری کے روز عصر کا وقت قریب آیا تو گورنر نے ۵۰ سوار بھجوائے جو یکے بعد دیگرے سید گاہ آنے لگے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مسجد میں آئے اور نماز عصر پڑھائی۔ نماز کے بعد ان سواروں نے عرض کی کہ گورنر صاحب نے پیغام دیا ہے کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ خود آئیں گے یا میں حاضر ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ ہمارے سردار ہیں میں خود ان کے پاس چلتا ہوں۔ آپ نے اپنا گھوڑا منگوایا لیکن گورنر کے بھجوائے ہوئے سواروں میں ایک اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور گھوڑا آپ کو سواری کے لئے پیش کر دیا۔

سوار ہونے سے پہلے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام خط مجھے دے دیا اور کوئی بات نہ کی۔

آپ سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ جب گاؤں سے باہر نکلے تو مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ فرمایا کہ جب آپ مجھے ملے تھے تو میں بہت خوش ہوا تھا اور خیال آیا تھا کہ ایک باز میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ اسی طرح میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔ میں دور تک آپ کے ساتھ چلتا رہا پھر آپ نے فرمایا اب اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی میں آپ کی خدمت کے لئے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ نے مجھے منع فرمایا اور کہا کہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ اس گاؤں سے اپنے گھر چلے جاؤ۔ اس پر میں آپ سے رخصت ہو گیا۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۵ و ۱۶)

صاحبزادہ سید ابوالحسن صاحب قدسی بیان کرتے ہیں کہ جب امیر حبیب اللہ خان کی طرف سے خوست کے حاکم عبدالرحمٰن خان کو حضرت صاحبزادہ صاحب کو گرفتار کر کے کابل بھجوانے کا حکم آیا تو اس نے آپ کو لکھا کہ آپ سے بات کرنی ہے۔ آپ چھاؤنی میں آ جائیں۔ چھاؤنی خوست سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ حکم سات آدمی لے کر آئے تھے۔ اس پر آپ نماز عصر پڑھنے کے لئے مسجد چلے گئے اور نماز سے فارغ ہو کر ان کے ساتھ روانہ ہونے کے لئے گھر نہ تشریف لے گئے بلکہ مسجد سے ہی روانہ ہو گئے۔ ایک آدمی کو کہہ کے گھر سے قرآن مجید اور چھڑی منگوا لی اور اپنا گھوڑا منگوانے کی ہدایت کی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب خوست چھاؤنی میں گورنر سے ملے۔ اس نے آپ کو بتایا کہ آپ کے بارہ میں کابل سے حکم آیا ہے کہ آپ کو کوئی نہ ملے اور نہ آپ سے کلام کرے اس لئے آپ کو علیحدہ کمرہ دیا جاتا ہے۔

کمرہ پر پہرہ لگا دیا گیا۔ گورنر نے یہ رعایت برتی کہ جب آپ کے عزیز و رشتہ دار ملنے کو آتے تھے تو ان کو اجازت دے دی جاتی تھی۔ ایک روز آپ کے کچھ مرید ملنے آئے اور عرض کی کہ ہم آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو یہاں سے نکال کر لے جائیں گے۔ گورنر ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہماری تعداد زیادہ ہے لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دین کی خدمت ضرور لے گا اس لئے تم ایسا کوئی منصوبہ نہ باندھو۔ یہ نہ ہو کہ اس جگہ بھی ہم سے زیادتی ہو۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۵ تا ۱۶۔ و قلمی مسودہ صفحہ ۳۴)

حضرت صاحبزادہ صاحب کے بڑے بیٹے

صاحبزادہ محمد سعید جان صاحب جن کی عمر ۱۵/۱۶ سال تھی اور آپ کے ایک غیر احمدی رشتہ دار صاحبزادہ سید مزمل صاحب حاکم خوست کو ملے اور حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملنے کی اجازت چاہی۔ حاکم نے اجازت دے دی اور ایک کپتان کو مقرر کیا کہ وہ ملاقات کروا دے۔ وہ اندر گئے تو دیکھا کہ آپ ایک چھوٹے سے کمرے میں محبوس ہیں اور ہتھکڑی پڑی ہوئی ہے۔ آپ نہایت سکون اور تضرع کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔

صاحبزادہ سید مزمل ایک بارسوخ سردار تھا ۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے عرض کی کہ میں اس واسطے آیا ہوں کہ آپ کو قید سے نکلواؤں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرا یہاں سے نکالنا ناممکن ہے۔ صاحبزادہ مزمل نے کہا کہ آپ اس کی فکر نہ کریں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں حاکم خوست کو بتا کر علی الاعلان آپ کو نکلوا سکتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں خود ہی نکلنا نہیں چاہتا۔ میں کابل جا کر امیر حبیب اللہ خان کو تبلیغ کرنا چاہتا ہوں اس لئے تم مجھے نکالنے کی کوشش نہ کرو۔ صاحبزاد مزمل نے عرض کی کہ امیر آپ کی بات نہیں سنے گا۔ وہ آپ کو قتل کروا دے گا لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۳۴ تا ۴۰)

اسی طرح وزیری قوم کا ایک سردار جو آپ کا مخلص معتقد تھا آپ کو ملنے آیا۔ اس نے عرض کیا کہ میرے لئے آپ کو رہا کرانا کوئی مشکل امر نہیں ہے ۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں آپ کو علی الاعلان اس قید سے نکال سکتا ہوں لیکن آپ نے اس سے بھی یہی فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا۔ (قلمی مسودہ صفحہ ۳۹)

خوست سے کابل لایا جانا

خوست کے گورنر عبدالرحمٰن خان کو یہ ڈر تھا کہ اگر حضرت صاحبزادہ صاحب کو فوری طور پر کابل نہ بھجوایا گیا تو شاید راستہ میں آپ کے مرید حملہ کر کے آپ کو چھڑا لے جائیں اس لئے اس نے آپ کو خوست کی چھاؤنی میں ہی زیر حراست رکھا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس کی تسلی ہوئی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب خود ہی کابل جانے پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اس امر سے منع کرتے ہیں کہ وہ آپ کو آزاد کروائیں تو اس نے چند محافظوں کے ساتھ آپ کو کابل روانہ کر دیا۔ مولوی عبدالجلیل خان صاحب جو آپ کے خادمِ خاص تھے بھی آپ کے ہمراہ کابل روانہ ہوئے۔ جو محافظ سوار آپ کے ساتھ کابل گئے تھے وہ آپ کی بعض کرامات بیان کیا کرتے تھے۔ ان کا بیان تھا کہ دو مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ میں اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جا رہا ہوں تم مجھے میری مرضی کے خلاف زبردستی نہیں لے جا سکتے۔ چنانچہ آپ کے محافظ نہایت ادب اور احتیاط کے ساتھ آپ کو کابل لے گئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو کم و بیش ایک مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ خوست کی چھاؤنی میں رکھا گیا تھا۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۳۹۔۴۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”راویوں نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گزرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور ان کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل میں مشہور تھا کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دے کر بلایا ہے۔ اب بعد اس کے دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم بازار سے گزرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی ان کے ہمراہ کئے گئے تھے۔ کیونکہ ان کے خوست میں پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری ان کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آ چکا تھا“۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۰، ۵۱۔ مطبوعہ لندن)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی کابل میں قید اور مافوق العادت استقامت

جب حضرت صاحبزادہ صاحب کابل پہنچے تو پہلے ان کو سردار نصراللہ خان نائب السلطنت کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے بغیر کسی تحقیقات کے حکم دیا کہ آپ کا تمام سامان زادراہ اور گھوڑا وغیرہ ضبط کر لیا جائے اور ارک یعنی قلعہ شاہی کے قید خانہ جو توقیف خانہ کہلاتا تھا میں قید کر دیا جائے۔ آپ کے خادم خاص عبدالجلیل خان صاحب کو عام جیل میں قید کر دیا گیا۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۷۔و قلمی مسودہ صفحہ ۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا اس لئے وہ ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بُو آتی ہے ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کر دو اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگا دو۔

پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہیں رہائی دی جائے گی۔ مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں صاحبِ علم ہوں اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے، میں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر میں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے ۔ اس لئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقویٰ کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر یکدفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کر سکے اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار بار ان کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کی تصدیق دعویٰ سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس کو میں نے خوب شناخت کر لیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کر لی اپنی موت کے خوف سے اس کا انکار کر دوں۔ یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہو گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے حق پا لیا اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہیں ہو گی کہ میں اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور فیصلہ کر چکا ہوں۔ مگر حق میرے ساتھ جائے گا۔ اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی ان کو فراموش نہیں کرے گی اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔

اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ کابل کے امیروں کا یہ طریق نہیں ہے کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دے کر ایک عقیدہ کے چھڑانے کے لئے توجہ دلائیں۔ لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اسوجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزارہا انسان اس کے معتقد تھے ....۔ وہ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائے گا اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کر لیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کچھ کر سکے۔ پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں اور اس عقیدہ سے توبہ کریں تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دئے جاؤ گے۔ اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقعہ ملتا رہے“۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۱ تا ۵۳۔ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ان کی جب مخبری کی گئی اور ان کو امیر کے روبرو پیش کیا گیا تو امیر نے ان سے یہی پوچھا کہ کیا تم نے ایسے شخص کی بیعت کی ہے تو اس نے چونکہ وہ ایک راستباز انسان تھا صاف کہا کہ ”ہاں میں نے بیعت کی ہے ۔ مگر نہ تقلیداً اندھادھند بلکہ علی وجہ البصیرۃ اس کی اتباع اختیار کی ہے ۔ میں نے دنیا بھر میں اس کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا۔ مجھے اس سے الگ ہونے سے اس کی راہ میں جان دے دینا بہتر ہے“۔

(الحکم ۱۸/جون ۱۹۰۸ء ۔ ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۰۷ ۔ مطبوعہ لندن۔ حضور کے یہ ارشادات ۲/مئی ۱۹۰۸ء کے ہیں جو آپ نے بمقام لاہور فرمائے تھے)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے قید خانہ سے اپنے اہل وعیال کو پیغام بھجوایا کہ انہیں کچھ رقم اور بعض ضرورت کی اشیاء بھجوا دی جائیں۔ سید احمد نور اس وقت اپنے گاؤں سے سیدگاہ آئے ہوئے تھے ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ ابا نے خرچ کے لئے روپیہ منگوایا ہے کوئی لے جانے والا نہیں آپ لے جائیں۔ سید احمد نور نے کہا کہ ہاں میں لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ روپیہ اور دیگر اشیاء لے کر کابل روانہ ہو گئے۔ سردی کا موسم تھا اور پہاڑی راستہ تھا بارش ہو رہی تھی۔ پیدل ہی روانہ ہو گئے ۔ راستہ میں آٹھ کوس کے بعد اپنے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے۔ صبح ہوئی تو آگے روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ شدت سردی سے سینکڑوں اونٹ اور بھیڑ بکریاں مرے پڑے ہیں۔ جب غزک کے پہاڑ پر پہنچے تو شام قریب تھی بارش اور اولوں کا زور تھا۔ انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ بادل چھٹ گئے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جو نیک نیتی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اس کا رزق کبھی ختم نہیں ہوتا

خلافت رابعہ کے دور کے شہداء کے ذکر میں آخری خطبہ

جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنے والے مہمانوں اور میزبانوں کے لئے اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۳ر جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۳ر اخاء ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْابِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ۔ بَلْ اَحْيَاۤءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔

(سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) مدد طلب کرتے رہو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ پہلی آیت کے ترجمہ میں لفظ "اللہ سے" بریکٹ میں رکھا ہوا ہے کیونکہ الفاظ میں ظاہر نہیں ہے اس لئے اس کو ترجمہ میں بریکٹ میں ہی رکھا ہوا ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ الفاظ میں ظاہر بھی ہے۔

شہداء کے ذکر پر مشتمل یہ میرا آخری خطبہ ہے جس کے بعد انشاء اللہ دوسرے مضمون کے خطبات شروع ہونگے جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا۔ اب خطبات میں مزید یہ ذکر نہیں ہو سکتا ورنہ بعض دوستوں کی طرف سے مطالبے آتے چلے جا رہے ہیں جو معلوم ہوتا ہے ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اس لئے آج اس جلسے سے پہلے انشاء اللہ اس خطبہ میں جتنے بھی شہداء کا ذکر آئے گا اسی پر اکتفاء ہوگی اور باقی اگر کسی کے ذہن میں کوئی ایسے شہداء آئیں جو ان کے خیال میں شہداء میں شریک ہونے چاہئیں تو ان کو چاہئے کہ وہ تاریخ احمدیت میں وہ کوائف بھجوا دیں وہ خود فیصلہ کر لیا کریں گے۔

خلافت رابعہ کے شہداء ۔ آخری خطبہ

مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ شہید۔ اڑیسہ (بھارت)۔ تاریخ شہادت ۳ر دسمبر ۱۹۷۴ء۔ آپ ۳ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو دو دیگر خادمانِ سلسلہ کے ساتھ چندہ جات کی تحریک کے سلسلہ میں سفر پر تھے کہ ریلوے لائن عبور کرتے ہوئے ریل گاڑی کے نیچے آکر موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم ایک لمبا عرصہ ہندوستان کی سب سے بڑی جماعت کیرنگ اڑیسہ کے مبلغ رہے۔ ایک مرتبہ گاؤں کے گھاس پھونس کے مکانات میں آگ بھڑک اٹھی تو آپ کی دعا سے غیر متوقع طور پر بارش ہوگئی جس سے آگ بجھ گئی۔ شہید مرحوم مکرم سید حسن علی صاحب سونگھڑوی کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کے تین بڑے بھائی جماعت احمدیہ بھدرک، سورو اور کٹک (اڑیسہ) کے صدر رہے ہیں یا صدر ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ پسماندگان میں صرف بیوہ چھوڑی ہے۔

عبدالمجید صاحب۔ ربوہ۔ آپ مکرم عبدالکریم صاحب کے بیٹے تھے جو قادیان میں نلکا سازی کا کام کرتے تھے اور ربوہ کے بھی ابتدائی نلکا سازوں میں سے تھے۔ دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو برکت دی اور آپ کی جو خدمت کا جذبہ تھا آپ کے کام آیا۔ ۱۹۴۳ء میں عبدالمجید صاحب گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ خدمت خلق تحریک کے تحت ۲۵ر جنوری ۱۹۹۴ء کو غانا میں نلکے لگوانے کے پروگرام پر بھجوائے گئے۔ جہاں آپ نے ایک سال تک خدمات وقف کیں۔ واپسی کے سفر پر نیروبی قیام کے دوران بیمار ہوگئے اور اسی بیماری سے وطن پہنچنے سے پہلے دسمبر ۱۹۹۴ء میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تدفین کے لئے آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی۔

اے ٹی ایم حق صاحب شہید اور مصطفی علی صاحب عرف ننّو میاں شہید۔ بنگلہ دیش۔ تاریخ شہادت ۲۱ر مئی ۱۹۹۵ء۔ ۲۱ر مئی ۱۹۹۵ء کی رات کو مکرم نیشنل امیر صاحب بنگلہ دیش کی ہدایت پر مکرم اے، ٹی، ایم حق صاحب نائب نیشنل امیر کی سربراہی میں ایک وفد بعض جماعتی امور سرانجام دینے کیلئے احمد نگر بھجوایا گیا۔ اس وفد میں اُن کے ساتھ مکرم عبدالاوّل خان صاحب مربی سلسلہ، مکرم رضاء الکریم صاحب سیکرٹری وصایا، مکرم میر بشیر الدین محمود احمد صاحب، میر صداقت علی صاحب اور ڈرائیور مکرم مصطفیٰ علی صاحب ننّو بھی شامل تھے۔ صبح گیارہ بجے ان کی گاڑی فیری کے ذریعہ دریا جمنا پار کر کے "نگر باڑی" گھاٹ پر اُتری اور آگے کا سفر شروع کیا مگر دوپہر بارہ بج کر بیس منٹ پر رائے گنج تھانہ کے قریب مین روڈ پر ایک ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں مکرم اے، ٹی، ایم حق صاحب تو موقع پر ہی دم توڑ گئے جبکہ کار کے ڈرائیور مکرم مصطفیٰ علی ننّو صاحب بوگرا ہسپتال پہنچتے ہوئے رستہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مکرم اے، ٹی، ایم حق صاحب بہت ہی نیک اور مخلص احمدی تھے۔ یہ پہلے پیر پرست اور قبر پرست مسلمان تھے۔ ۱۹۶۰ء کے قریب خود احمدیت قبول کی۔ مریض ہونے کے باوجود یہ جماعت کے کاموں میں تقریباً روزانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ بہت ہی صاف گو، نفاست پسند اور خوش پوش بزرگ تھے۔ بوقت شہادت عمر ۷۵ سال تھی۔ شہید مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔ تینوں بیٹے ماشاء اللہ نہایت مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔

شہید مصطفیٰ علی ننّو صاحب بھی بڑے نرم مزاج اور بااخلاق نوجوان تھے۔ آپ مکرم رمیز الدین صاحب آف احمد نگر کے بیٹے تھے۔ جماعت کی گاڑی چلانے کے علاوہ ٹائپسٹ کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ کی شادی ہوئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا۔ کوئی بچہ نہیں ہوا۔ پسماندگان میں صرف ایک بیوہ چھوڑیں۔

چودھری عبدالرشید شریف صاحب شہید۔ لاہور۔ تاریخ شہادت ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ آپ مولانا چودھری محمد شریف صاحب مرحوم سابق مبلغ بلادِ عربیہ و مغربی افریقہ اور محترمہ فضل بی بی صاحبہ مرحومہ کے بیٹے تھے۔ حیفا فلسطین میں ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابھی صرف دو سال کے تھے کہ والدہ وفات پاگئیں۔ آپ کی پرورش آپ کی دوسری والدہ محترمہ حکمت عباس عودہ صاحبہ نے نہایت ہی محبت اور خوش خلقی کے ساتھ کی۔

آپ دسمبر ۱۹۵۵ء میں اپنے والد محترم کے ہمراہ پاکستان آئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی۔ اے اور لاہور کالج سے ایم۔ اے کرنے کے بعد سی۔ ایس۔ پی کے مقابلہ کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور پنجاب میں بطور ڈپٹی سیکرٹری فنانس مقرر ہوئے۔ متعصب مولوی اگرچہ آپ کے خلاف شدید پراپیگنڈہ کرتے رہے مگر آپ کی ایمانداری اور اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے حکومت اُن

کوالگ نہ کر سکی بلکہ آپ مزید ترقی کرتے رہے۔ایک موقعہ پر منفی سفارش کے ساتھ آپ کا معاملہ صدر ضیاء تک بھی پہنچا تو آپکی ملازمت ختم کرنے کا حکم فوری طور پر جاری کر دیا گیا مگر جب گورنر پنجاب جنرل سوار خان نے آپکی فائل صدر کو بھجوائی کہ دیکھ تو لو یہ کیسا افسر ہے تو اسے دیکھ کر یہ نیا حکم جاری کرنا پڑا کہ سر دست اسے کسی اور جگہ تبدیل کر دیا جائے۔

آپ رفاہی کاموں میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے اور بزرگ باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ ہمیشہ صداقت پر قائم رہے۔

۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کی شام کو بعض قاتلوں نے آپ کو احمدیت کے جرم میں بڑی بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کی شادی محترم الحاج ڈاکٹر محمد سعید صاحب کی صاحبزادی نازی سعید صاحبہ سے ہوئی تھی جو لجنہ اماء اللہ لاہور کی ایک فعال کارکنہ ہیں۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا عبدالعزیز اور دو بیٹیاں فوزیہ رشید اور شیبا رشید چھوڑے۔ بیٹا قالینوں کا کاروبار کرتا ہے۔دونوں بیٹیاں اعلیٰ تعلیمیافتہ اور اپنے گھروں میں خوش ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی بشیر شریف انگلستان میں ہر جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ایک مثالی احمدی ہیں۔

ملک اعجاز احمد صاحب شہید۔ وزیرآباد۔تاریخ شہادت یکم دسمبر ۱۹۹۸ء۔ آپ مکرم عنایت اللہ صاحب مرحوم "ڈھونیکے" تحصیل وزیر آباد کے صاحبزادہ تھے اور ایک نڈر داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں ہی "جنڈیالہ ڈھاب والا" میں ایک خاندان کے جملہ افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی تھی۔اس سے قبل اس گاؤں میں کوئی احمدی نہ تھا۔ اپنوں اور غیروں میں آپ کا حلقہ بڑا وسیع تھا۔ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شہید کے مقدمہ میں مجرموں کو گرفتار کروانے میں آپ نے بڑی کوشش کی۔اسی لئے مخالفین آپ کے جانی دشمن ہوگئے۔

واقعہ شہادت۔یکم دسمبر ۱۹۹۸ء کو آپ وزیر آباد میں اپنی سیمنٹ ایجنسی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ صبح دس بجے کے قریب ایک لڑکا جس نے چادر لپیٹ رکھی تھی آیا اور پوچھا کہ ملک اعجاز کون ہے؟ ملک اعجاز صاحب کے ساتھ آپ کے دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا، کیوں کیا بات ہے؟ مَیں ملک اعجاز ہوں۔ یہ سنتے ہی اس لڑکے نے اپنی چادر کے نیچے سے لوڈ کیا ہوا ریوالور نکالا اور آپ پر فائر کر دیا۔ملک صاحب کو دو گولیاں لگیں جن سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔فائر کرنے کے بعد وہ لڑکا فرار ہونے کے لئے قریبی گلی میں دوڑا مگر ملک صاحب کے ایک دوست اور ملازم نے اہلِ محلّہ کے تعاون سے اسے پکڑ کر حوالہ پولیس کر دیا۔ آپ کے دوسرے دوست آپ کو تانگہ میں ڈال کر سول ہسپتال لے گئے جہاں ابتدائی طبّی امداد دی گئی۔ابھی آپریشن تھیٹر میں لے جانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ مولیٰ کریم کی طرف سے بلاوا آگیا اور آپ لبیک کہتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شہید مرحوم کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ اپنی ایک زیر کفالت بچی چھوڑی جو ان دنوں میڈیکل کالج کی طالبہ ہیں۔

مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب۔ چونڈہ، سیالکوٹ۔ تاریخ شہادت ۹/ مئی ۱۹۹۹ء۔ آپ چونڈہ کے ایک مخلص احمدی مکرم میاں محمد عبداللہ صاحب بٹ کی بیٹی تھیں۔ دعوت الی اللہ کا کام بڑے جوش اور جذبہ سے کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ کی کوششوں سے چونڈہ کے نواحی گاؤں ڈوگرانوالی میں دو بہن بھائی فروری ۱۹۹۹ء میں احمدی ہو گئے۔ چونکہ اس گاؤں میں اَور کوئی احمدی نہ تھا اس لئے دونوں نو مبائعین کو کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے دونوں کا بہت خیال رکھا اور ہر مشکل میں انہیں حوصلہ اور تسلّی دیتی رہیں۔ اس مقصد کی خاطر آپ اُن کے گاؤں چلی جاتی تھیں۔ آخری بار یکم مئی ۱۹۹۹ء کو وہاں گئیں تا کہ اُن کے والد کو زیارتِ مرکز کے لئے ربوہ لے جانے کا پروگرام بنائیں۔ نو مبائع عابد حسین اپنے کسی کام کی غرض سے سیالکوٹ گئے ہوئے تھے لہٰذا ان کی واپسی کا انتظار کرتے کرتے دیر ہو گئی اور پھر کوئی سواری نہ ملنے کی وجہ سے آپ کو ڈوگرانوالی میں ہی رات ٹھہرنا پڑا۔

نو مبائعین کا ایک سوتیلا بھائی رفاقت حسین جو مجرمانہ ذہنیت کا مالک اور منشیات اور چوری وغیرہ کے کئی مقدمات میں ملوث ہے، گھر میں احمدیت پھیلانے کی ذمہ دار مبارکہ بیگم کو سمجھتا تھا لہٰذا ن کا سخت دشمن تھا۔ چنانچہ اُس نے ۲/ مئی ۱۹۹۹ء کی صبح آپ پر چھریوں کے پے در پے وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ آپ کو اسی حالت میں علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ پہنچایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے آپ کا آپریشن کیا۔ بظاہر آپریشن کامیاب رہا لیکن چند دن بعد آپ کی حالت بگڑنے لگی تو فوراً میو ہسپتال لے جایا گیا جہاں آپ ۹/ مئی ۱۹۹۹ء کو وفات پا گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کے خاوند مکرم عمر سلیم صاحب کے علاوہ تین بیٹے، دو بیٹیاں اور والدہ شامل ہیں۔ایک بیٹا ثاقب تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

اب آخر میں میں **آصفہ بیگم** کا ذکر کرتا ہوں۔ کیونکہ بکثرت لوگوں کے خطوط مل رہے ہیں اور مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ آپ کی تعریف کے مطابق وہ بھی شہیدوں میں شامل ہیں ۔مجھے تو جب بھی وہ یاد آتی ہیں نہ جانے کیوں ذہن پر یہ شعر قبضہ کر لیتا ہے ؎

مارا دیار غیر میں مجھ کو وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

وہ شرم میں رکھنے والا جانتا ہے جہاں تک مجھے یقین ہے وہ اللہ کے نزدیک شہداء میں شامل تھیں میرے شہید کہنے یا نہ کہنے سے بھی ان کا مقام میرے اللہ کے حضور وہی رہے گا جو مقدر ہو چکا ہے۔اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

پس یہ آخری ذکر ہے خطبات میں شہداء کا۔اس کے بعد یہ سلسلہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اب بند کر دیا جائے گا۔

اب اس جلسے کے مہمانوں کی آمد آمد کے پیش نظر چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور چند اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔اس سے پتہ لگے گا کہ مہمانوں کی کیسی خدمت ہونی چاہئے۔علاوہ ازیں جو مہمانوں کے حقوق اور میزبانوں کے حقوق ہیں اور جلسہ سالانہ میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سے پہلے جو خطبہ دیا جائے گا اس میں تفصیل سے ذکر ہو جائے گا اور اکثر لوگ آ بھی چکے ہونگے اور سب اس مضمون کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں گے۔

پہلی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کون سا اسلام سب سے بہتر ہے۔ فرمایا (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ اور ہر اس شخص کو جس کو تم جانتے ہو یا نہیں جانتے سلام کہو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام)

پس خصوصاً اس جلسے پر اور آج کل بھی یہ عادت ایسی ہے جس کو بہت پختہ کر لینا چاہئے۔ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں تو یہ ایسا رواج تھا کہ ہمارے استاد حافظ صاحب دور سے بھینس کے قدموں کی آواز بھی سنتے تھے تو سلام کہہ دیا کرتے تھے۔ نظر تو آتا نہیں تھا کون ہے مگر چاپ سن کر اس لئے سلام کرنے میں جلدی کرتے تھے کہ پہلے مجھے ثواب مل جائے۔پس آپ بھی سلام کرنے میں جلدی کیا کریں اور اس کا ثواب حاصل کیا کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے عظیم عطا فرمائے۔

دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔ یہ بہت ہی پیاری نصیحت ہے۔ کچھ کہنا ہے تو اچھی بات کہو ورنہ چپ رہا کرو۔ "اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے"۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار و الضیف ولزوم الصمت الاعن الخیر وکون ذلک کلہ من الایمان)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ سے کھانے کے لئے مانگنے کی غرض سے آیا تو آپ نے اسے وسق (ماپنے کے لئے ایک پیمانہ) بھر کر جو دیئے۔ان میں سے وہ خود بھی کھاتا رہا اور اس کی بیوی اور دونوں کے مہمان بھی۔ یہاں تک کہ اس نے اس (بقیہ جو کی مقدار) کو ماپا۔ پھر وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس میں سے کھاتے رہتے اور تمہارے لئے بچے بھی رہتے"۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی ﷺ)۔

یہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اعجاز ہے جس کو میں نے آج بھی اسی طرح جاری دیکھا ہے۔ **یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جو نیک نیتی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اس کا رزق کبھی ختم نہیں ہوتا۔**

ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ سنن ترمذی کتاب البر والصلۃ میں درج ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں کچھ ایسے بالاخانے ہیں کہ ان کے اندر سے باہر والے حصوں کو دیکھا جا سکتا ہے اور باہر سے اندر والے حصوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! یہ کن کے لئے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ ان کے لئے جنہوں نے خوش کلامی کی، کھانا کھلایا، باقاعدگی سے روزے رکھے اور خدا کی خاطر رات کے وقت اس حال میں نماز ادا کی کہ لوگ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

سورہے ہوں۔(سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی قول المعروف)۔ یہ جو آخری حالت میں نماز ادا کرنے کا تعلق ہے یہ نیکی تو دنیا میں کسی کو نظر نہیں آ سکتی اس لئے اللہ نے وہ بالاخانے ایسے عطا کئے جن کے اندر نظر پڑتی ہے اور ان کی حالت سے سب دیکھنے والے واقف ہو جاتے ہیں۔

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانی کے متعلق چند اقتباسات پڑھ کے اس مختصر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ پہلے تو مواد میں نے زیادہ رکھا ہوا تھا مگر پھر خیال آیا کہ جلسہ سالانہ پر ضرورت زیادہ ہو گی کہ اس مواد کو پیش کیا جائے اس لئے یہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ بلا تکلف جس وقت تک یہ مضمون چلتا ہے وہیں خطبے کو ختم کر دیا جائے گا۔

مہمانوں کے انتظام مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا۔ فرمایا:-

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔ (ملفوظات جلد سوم۔ طبع جدید صفحہ ۲۹۲)

اُس زمانے سے اِس زمانے میں تو مہمانوں کی کثرت کا کوئی آپس میں بظاہر موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ وہ معزز مہمان اپنے درجات میں بہت بلند تھے مگر آج بھی جو معزز مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں وہ نیک نیتی سے ہی آتے ہیں اور خدا کے حضور بڑا درجہ پاتے ہیں۔ پس ان کے متعلق جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ممکن نہیں رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھائیں میرے لئے بھی بعض دفعہ یہ ممکن نہیں رہتا کہ خود اپنے گھر ٹھہرنے والے مہمانوں کے ساتھ بھی مل کر کھانا کھا سکوں حالانکہ اس سے پہلے میرا دستور یہی ہوا کرتا تھا کہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤں۔ تو یہ مجبوریاں ہیں کچھ پرہیزی پر بھی اکتفاء کرنی پڑتی ہے اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آنے والے اس سے درگزر فرمائیں گے۔

منتظمان باورچی خانہ کو آپ نے تاکید کی کہ "آج کل موسم بھی خراب ہے اور جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔ اس لیے کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو۔ اگر کوئی دودھ مانگے دودھ دو۔ چائے مانگے چائے دو۔ کوئی بیمار ہو تو اس کے موافق الگ کھانا اسے پکا دو۔ (ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ ۱۶،۱۵ طبع جدید)

الحمدللہ کہ جماعت انگلستان اس پر عمل درآمد کر رہی ہے اور مسلسل چوبیس گھنٹے چائے پلانے کا انتظام بھی جاری ہے اور دودھ پلانے کا بھی انتظام جاری ہے۔ جس مہمان کو جو عادت ہو اس کے مطابق اس کی خدمت کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اگر کوئی کہے کہ مجھے الگ کھانا پکوا دیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ تو آج کل الگ کھانا بعض مہمانوں کے لئے پکایا جاتا ہے۔ وہ اس میں سے مہمانوں کو جو الگ کھانا کھانا چاہیں پیش کر دیا جایا کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مہمان تکلف نہ کیا کریں۔ "بعد نماز مغرب حضرت اقدس حسب معمول جلوس فرما ہوئے تو میر صاحب نے عبدالصمد صاحب آمدہ از کشمیر کو آگے بلا کر حضور کے قدموں کے نزدیک جگہ دی اور حضرت اقدس سے عرض کی کہ ان کو یہاں ایک تکلیف ہے کہ یہ چاولوں کے عادی ہیں اور یہاں روٹی ملتی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (سورہ ص: آیت ۸۷) ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو"۔ (ملفوظات جلد دوم۔ طبع جدید صفحہ ۴۸۲)

حضرت اقدس علیہ السلام نے منشی عبدالحق صاحب کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ:

"آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان آرام وہی پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو۔ پس آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو، مجھے بلا تکلف کہہ دیں"۔

پھر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:

"دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

(ملفوظات جلد دوم۔ طبع جدید صفحہ ۸۰)

مہمان خانہ کے منتظمین کے لئے یہ تاکیدی ہدایت تھی:

"لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اُسے خیال نہ رہتا ہو، اس لیے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے"۔

اب دیکھیں کام کتنا پھیل گیا ہے کہ وہ اکیلے آدمی کے ساتھ ایک معاون کام کیا کرتا تھا اور اب تو خدا کے فضل سے ہزارہا معاون کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستر خوان کو برکت عطا فرمائی ہے۔

پھر فرمایا "کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیے، کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں۔ اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ اُن کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اُسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے"۔

اب خدا کے فضل سے بیوت الخلاء کے متعلق بڑے کھلے واضح اشارے ہر جگہ لگا دئے گئے ہیں تاکہ جن صاحب کو ضرورت ہو وہ بغیر پوچھے وہاں تک جا سکیں۔ اس کی طرف جماعت انگلستان نے بڑی گہری توجہ کی ہے۔

"مَیں تو اکثر بیمار رہتا ہوں، اس لیے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائمقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیقِ حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر اُن کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے"۔ (ملفوظات جلد چہارم۔ طبع جدید صفحہ ۱۷۰)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہت پیاری روایت بیان کرتے ہیں جسے میں آخر پر بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مَیں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہو گا۔ مجھے حضرت صاحب علیہ السلام نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اُس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے مَیں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی، تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دے کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے مَیں پانی لاتا ہوں"۔ پانی کے ذکر کے ساتھ ہی وہ کہتے ہیں "بے اختیار رقّت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا، پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دُوسرے کی کِس قدر خدمت کرنی چاہئے"۔ (ذکر حبیب صفحہ ۲۲۷ مصنّفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پس یہ آج کے مضمون کا آخری حصہ تھا جو میں نے سنا دیا اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے مہمان نوازی اور میزبانی کے متعلق جتنے بھی حقوق ہیں ان کا ذکر انشاء اللہ جلسہ سالانہ کے خطبہ میں کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔

والدین کی ذمہ داری

حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا"۔

(الفضل ۳/فروری ۱۹۶٦ء صفحہ ۴)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

سیل سیل۔ یکم ستمبر سے ہمارے ہاں سوٹوں کی قیمتوں میں

۶۰٪ تک کمی۔ پہلے ۔۵۹۔ اب ۔۲۹۔ پہلے ۔۶۹، اب ۔۳۹ DM

بیلہ بوتیک

موسم کی مناسبت سے ہمیشہ کے لئے سوٹوں سے آراستہ۔ شادی بیاہ کے لئے لہنگا، غرارہ، راجستھانی اور بھاری سوٹوں کے علاوہ آرڈر پر تیاری کا انتظام ہے۔ اس کے علاوہ چوڑیاں، پرس، اور آرٹیفیشل جیولری، کوٹ، برقعہ، شلوار قمیص ہر طرح کی سلائی کا انتظام ہے۔

مردانہ سوٹوں کی ورائٹی۔ فرانکفورٹ Bahnhof سے صرف تین منٹ کے فاصلہ پر

Kaiserstr 64- Laden 29-Frankfurt .Tel: 069-24279400 - 0170 212 88 20

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمّرم ——— گرکفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اللہ اور اس کے رسول مقبول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی

محبت میں سرشار معصوم احمدیوں پر

توہین رسالت کے سراسر جھوٹے اور ناپاک الزام میں عائد

بعض مقدمات کی تفصیل

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

(چھٹی قسط)

موٹر سائیکل پر آیات قرآنی کا سٹکر چسپاں کرنے پر توہین رسالت کا مقدمہ

مکرم ظہور احمد ولد انور حسین اور مکرم نور حسین ولد مولوی محمد انور ساکنان انور آباد ضلع لاڑکانہ کے خلاف موٹر سائیکل پر "الیس اللہ بکاف عبدہ" کا سٹکر چسپاں کرنے پر مورخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۵ء کو زیر دفعات 295/A،298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ نمبر ۸۰ تھانہ وارہ ضلع لاڑکانہ میں درج ہوا جو مولوی محمد صدیق امام مکی مسجد وارہ کی درخواست پر درج ہوا۔ مولوی محمد صدیق نے پولیس کو درخواست دیتے ہوئے لکھا:

"میں ساکن شہر وارہ مکی مسجد کا پیش امام اور خطیب ہوں۔ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۵ء کو صبح ۸ بجے میں قرآن پاک کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک شہر کے دوستوں (۱) نور حسین ولد غلام مرتضیٰ (۲) حاجی محمد ولد محمد اسمٰعیل (۳) محمد اسمٰعیل ولد حاجی سموں خان نے آکر بتایا کہ ظہور احمد ولد نور حسین ذات ابڑو اور نور حسین ولد محمد انور ذات ابڑو ساکنان انور آباد تعلقہ وارہ جو سکول کے باہر شہر وارہ کے مین چوک میں ایک موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آئے ہیں ان کی موٹر سائیکل کے میٹر کے اوپر قرآن پاک کی ایک آیت شریف الیس اللہ بکاف عبدہ لکھی ہوئی ہے۔ چونکہ دونوں اشخاص قادیانی ہیں اور اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں اور کافر ہیں ان کو قرآن پاک کی آیت لکھنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ یہ قرآن پاک کی بے حرمتی ہے۔ میں دوستوں کی اطلاع پر مسجد شریف سے باہر چوک میں آیا اور دیکھا کہ یہ دونوں قادیانی موٹر سائیکل پر سوار ہیں اور شہر وارہ کے مسلمانوں کی کافی تعداد وہاں انہیں گھیراؤ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے خود آکر دیکھا کہ ان کی موٹر سائیکل پر واقعی قرآن کریم کی مذکورہ آیت لکھی ہوئی ہے۔ میں نے ان دونوں اشخاص سے پوچھا کہ کیا یہ موٹر سائیکل آپ کی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہماری ہے۔ میں نے دوبارہ پوچھا کہ موٹر سائیکل پر یہ آیت آپ نے لکھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں ہم نے لکھی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم قادیانی کافر ہو تم ہمارے قرآن پاک کی آیت نہیں لکھ سکتے کیونکہ پاکستانی قانون کے مطابق کسی بھی قادیانی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے یا مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرے اور قانون کے مطابق اگر کوئی قادیانی مسلمانوں کے احساسات کو مجروح کرے گا یا حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا یا قرآن مجید کی کسی بھی آیت کا اس طرح استعمال کرے گا یا شعائر اسلام کو استعمال کرے گا جس کے مطابق وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو تو وہ پاکستان کے آئین کے مطابق مجرم ہے۔ اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ دوبارہ میں نے ان سے کہا کہ آپ قادیانی کافر ہیں آپ ہمارے قرآن کریم کی آیت نہیں لکھ سکتے کیونکہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور تیسرے یہ کہ قرآن پاک میں جو آیات حضرت محمد ﷺ کی شان میں نازل ہوئی ہیں جیسا کہ یہ آیت بھی ان میں سے ایک ہے اور آپ کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ یہ سب آیات میری شان میں نازل شدہ ہیں۔ تم اس جھوٹے نبی کے پیروکار ہو اور اس آیت کو موٹر سائیکل پر لکھ کر تم رسالت کے بھی منکر ہو چکے ہو۔ میرے ان الفاظ پر ان دونوں قادیانی اشخاص نے کہا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم نے یہ آیت لکھی ہے اور لکھتے رہیں گے۔ ہم نے پاکستان کے قانون کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی کریں گے۔ آپ نے جو کرنا ہے کر لیں۔

اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو وہاں بٹھا کر وارہ تھانہ اطلاع کرنے آیا ہوں کہ آپ ان مجرموں کو گرفتار کریں اور موٹر سائیکل کے میٹر پر قرآن پاک کی آیت تحریر شدہ ہے اس کو اپنی تحویل میں لیں اور دونوں مجرموں کو قانون کے مطابق دفعہ 295/A،298/C اور 295/C تعزیرات پاکستان کے مطابق سزا دلوائیں"۔

اس کی اس درخواست پر سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاڑکانہ نے بذریعہ چٹھی نمبر ۳۵۵۴/ ۹۵۔۱۱۔۱۴، مقدمہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ مورخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۹۵ء کو دونوں احمدیوں پر مقدمہ کا اندراج ہو گیا۔

پولیس نے ظہور احمد کو گرفتار کر لیا اور موٹر سائیکل اپنے قبضہ میں لے لی۔ بڑی مشکل سے ان کو رہا کروایا گیا مگر بعد میں جمعیت العلمائے اسلام کے لیڈر مولانا فضل الرحمٰن کے دباؤ کے نتیجہ میں پولیس نے دونوں احمدیوں کو گرفتار کر لیا اور موٹر سائیکل دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لی۔ یاد رہے کہ ظہور احمد اور نور حسین دونوں سکول ٹیچر ہیں۔ سیشن جج سے ان کی ضمانتیں کروانے کی کوشش کی گئی مگر اس نے درخواست ضمانت کو مسترد کر دیا جس کے بعد ضمانت کے حصول کے لئے سندھ ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا مگر وہاں بھی حکومت نے ضمانت کی سخت مخالفت کی۔ مگر آخر کار سندھ ہائی کورٹ کے جج نے دونوں احمدیوں کی ضمانت کی درخواست منظور کر لی اور اس طرح ان دونوں کو تقریباً تین ماہ جیل میں رہنے کے بعد ضمانت پر رہائی نصیب ہوئی۔

☆......☆......☆

پولیس انسپکٹر نے جھوٹے گواہ پیش کر کے توہین رسالت کا مقدمہ دائر کر دیا

مکرم چوہدری محمد انور صاحب آف حاجی پور ضلع راجن پور کے خلاف مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۹۶ء کو تھانہ داجل میں دفعہ 295/C تعزیرات پاکستان کے تحت ایک مقدمہ نمبر ۳۸ درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ ایک شخص رسول بخش نامی ولد ملک احمد بخش سکنہ حاجی پور کے بیان پر چوکی حاجی پور کے انچارج ریاض احمد سب انسپکٹر پولیس نے تحریر تصدیق کیا اور رسول بخش کے تصدیقی دستخط کروائے۔

استغاثہ کے مضمون کے مطابق رسول بخش نے اپنے بیان میں کہا کہ قصبہ حاجی پور میں میری آڑھت کی دوکان ہے۔ مسمی محمد انور مشہور فوجی ولد فتح محمد جو کہ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور اپنی فرقہ وارانہ تبلیغ سے مختلف لوگوں مسلمانوں کو اپنے فرقہ قادیانی پر راغب کر چکا ہے۔ اس سلسلہ کے پیش نظر محمد انور مذکور میرے پاس بھی اپنی اس تبلیغ کے سلسلہ میں آتا رہا کہ اپنے مذہب اسلام کو چھوڑ کر قادیانی بن جاؤ جس میں مفاد ہی مفاد ہے۔ چنانچہ مذکورہ اس دوران مختلف اوقات میں میرے پاس آکر اپنے فرقہ کا پرچار کرتا رہا۔ بالآخر دو یوم ہوئے کہ محمد انور فوجی میری آڑھت پر قریباً ۱۲ بجے دن آیا جبکہ میرے پاس مسمیان ثناءاللہ ولد امان اللہ اور عبدالحمید عرف بگا ولد محمد بخش ساکنان حاجی پور بیٹھے ہوئے تھے جن کی موجودگی میں محمد انور مذکور نے ایک کتاب "سلسلہ احمدیہ" پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اور ایک پرت عہد بیعت برائے داخلہ جماعت احمدیہ دیا جس کی پشت پر شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ درج ہیں لا کر میرے حوالے کیں کہ اپنا مذہب چھوڑ کر ہمارا مذہب اپنائیں۔ مزید دوران تبلیغ مذکورہ بالا کو کہا گیا کہ ہمارے نبی کریم کا فرمان ہے کہ میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ جو دعویٰ نبوت کرے گا وہ کافر کاذب دجال ہے۔ اس پر محمد انور مذکور نے کہا کہ یہ سب بکواس ہے اس کے علاوہ حضور پاک کی ذات شان کے خلاف مزید گستاخانہ الفاظ بھی کہے۔

محمد انور مذکور نے اس کتاب سلسلہ احمدیہ اور پرت عہد بیعت کے ذریعہ اپنے قادیانی فرقہ کا پرچار کرتے ہوئے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سازش کی ہے اس لئے اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جاوے۔ ریاض احمد سب انسپکٹر پولیس نے بیان بالا پر رسول بخش کے دستخطوں کے بعد تحریر کیا کہ اس سے سردست صورت جرم 295/C کا اطلاق ہونا پایا جاتا ہے اور اس طرح تحریر استغاثہ تھانہ داجل ارسال کر دیا گیا جہاں مکرم چوہدری محمد انور کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

واقعات کی تفاصیل جو پاکستان سے موصول ہوئیں ان کے مطابق مقدمہ درج کروانے کی سازش سب انسپکٹر پولیس ریاض کی ہے۔ دراصل مکرم چوہدری محمد انور صاحب کا کسی پارٹی سے زمین کی فروخت کے بارہ میں جھگڑا ۱۹۹۵ء سے چل رہا تھا جسے طے کرنے کے لئے بجائے سول کورٹ کی طرف رجوع کرنے کے مخالف پارٹی نے سب انسپکٹر پولیس ریاض احمد سے مدد حاصل کی جس نے چوہدری محمد انور صاحب کو تھانہ بلا کر ڈرایا دھمکایا اور زیر حراست بھی رکھا۔ چوہدری محمد انور صاحب نے ہائی کورٹ میں پولیس سب انسپکٹر کے خلاف رٹ کی درخواست دی جو نامنظور ہو گئی۔ سب انسپکٹر نے ناجائز طور پر ڈرا دھمکا کر چوہدری محمد انور صاحب سے دس ہزار روپے بھی ہتھیا لئے جس کی رپورٹ محمد انور صاحب نے اینٹی کرپشن کے ڈائریکٹر کو کر دی اس پر بھنا کر پولیس سب انسپکٹر نے مکرم چوہدری محمد انور صاحب کے خلاف ایک سراسر جھوٹا توہین رسالت کا مقدمہ، جھوٹا مدعی اور جھوٹے گواہ بنا کر قائم کر دیا اور انہیں یکم فروری ۱۹۹۶ء کو گرفتار کر لیا گیا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر ۲

اس رہائشی منصوبہ کا نام دارالامن ہے۔باوجود مخالفت کے سٹی کونسل نے اس منصوبہ میں تمام سڑکوں کے نام جماعت کی تجویز کے مطابق منظور کئے ہیں۔بورڈلگ چکے ہیں اور اس علاقہ کے نقشہ میں یہ نام چھپ چکے ہیں۔

علاوہ ازیں مسجد بیت الاسلام کے جنوبی جانب ایک بہت بڑے پبلک پارک کا نام سٹی کونسل نے متفقہ طور پر احمدیہ پارک رکھا ہے۔

تراجم قرآن کریم و دیگر کتب

اس وقت تک طبع شدہ تراجم قرآن کی تعداد ۵۳ ہے۔امسال کشمیری ترجمہ قرآن کا اضافہ ہوا ہے۔ مزید بر آں دو تراجم قرآن اشاعت کے لئے بالکل تیار ہیں یعنی:

(۱)Kikamba۔(کینیا) اور (۲) Kanri۔(انڈیا)

نو(۹) تراجم دوران سال مکمل ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ترجمہ میں بہت دقتیں ہیں۔ایک ترجمہ کو بار بار دیکھا جاتا ہے اور قرآن کریم کے مختلف بطن ہیں۔کوشش کی جاتی ہے کہ سادہ عام فہم بطن کے مطابق ترجمہ ہو۔بہت محنت کی جاتی ہے۔دعا کریں کہ ان سب کٹھن مراحل میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے۔

اب بڑی احتیاط سے بار بار ان کی نظر ثانی ہو رہی ہے۔ان کی نام بنام فہرست پیش خدمت ہے:

(۱)Catalan(سپین) (۲)Etsako(نائجیریا) (۳)Jula(آئیوری کوسٹ)
(۴)Khamer(کمبوڈیا) (۵)Kikongo(کونگو۔زائر) (۶)Baule(آئیوری کوسٹ)
(۷)Bete(آئیوری کوسٹ) (۸)Sundanese(انڈونیشیا) (۹)Hungarian(ہنگری)

حسب ذیل مزید ۲۲ زبانیں زیر ترجمہ ہیں:

(۱)Africaan(ساؤتھ افریقہ) (۲)Asante Twi(غانا) (۳)Burmese(برما)
(۴)Creole(ماریشس) (۵)Fula(گیمبیا) (۶)Hebrew(اسرائیل۔فلسطین)
(۷)Javanese(انڈونیشیا) (۸)Kijaluo(کینیا) (۹)Kiribas(فجی)
(۱۰)Lingala(کانگو۔زائر) (۱۱)Malagasy(مدغاسکر۔مالاگاشی)
(۱۲)Mindinka(گیمبیا) (۱۳)Mose(بورکینافاسو) (۱۴)Nepalese(نیپال)
(۱۵)Samoan(فجی) (۱۶)Sinhala(سری لنکا) (۱۷)Thai(تھائی لینڈ)
(۱۸)Uzbec(ازبکستان) (۱۹)Waale(غانا) (۲۰)Wolof(گیمبیا)
(۲۱)Xhosa(ساؤتھ افریقہ) (۲۲)Yao(تنزانیہ)

درج ذیل تین زبانوں کے لئے مستند مترجمین سے نمونے منگوا کر چیک کروائے جا رہے ہیں:

(۱)Kazak(قزاخستان) (۲)Kirgiz(قرغیزستان) (۳)Kurdish(کردستان)

یہ سب کو ملا کر کل تعداد نواسی (۸۹) بنتی ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ دوران سال ۸۷ کتب / فولڈرز کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے۔جن کی تفصیل یہ ہے:

☆......گیارہ کتب کا ترجمہ البانین (Albanian) زبان میں ہوا ہے۔
☆......گیارہ کتب کا ترجمہ بوزنین (Bosnian) زبان میں ہوا ہے۔
☆......چھ کا ترجمہ جرمن (German) زبان میں ہوا ہے۔
☆......پانچ کا ترجمہ ازبک (Uzbek) زبان میں ہوا ہے۔
☆......چھ کا ترجمہ ہاؤسا (Hausa) زبان میں ہوا ہے۔
☆......گیارہ کا ترجمہ ترکی (Turkish) زبان میں ہوا ہے۔
☆......Chines،English اور Khamer زبانوں میں چار چار کتب کے تراجم ہو چکے ہیں۔
☆......انکے علاوہ Russian،Norwegian،Persian،French، Urdu، Arabic، Swahili، Hindi، Sindhi، Malayalam، Somalian، Xosa، Waale، Oria، Marathi، Indonesian، Danish، Czech، Asante-Twi اور Africaan زبانوں میں بھی مختلف کتب اور فولڈرز کے نئے تراجم ہوئے ہیں۔

مزید بر آں ۷۸ کتب اور فولڈرز کے ۹ مختلف زبانوں میں ترجمے ہو رہے ہیں۔

وکالت اشاعت کے تحت مختلف ممالک کو کتب کی ترسیل

حضور نے فرمایا کہ شائع کرنا الگ بات ہے اور پھر اس کو مناسب رنگ میں مناسب لوگوں تک پہنچانا ایک الگ کام ہے اور اس میں بھی بہت چھان بین کی جاتی ہے اور کرنی پڑتی ہے۔کیونکہ کوشش کی جاتی ہے کہ بنجر زمین پر بیج نہ پڑے اور حتی المقدور اچھی زمینیں منتخب کی جائیں۔وکالت اشاعت اس سلسلہ میں بہت اچھا کام کر رہی ہے۔دوران سال لندن سے مختلف ممالک کو دو لاکھ اکیس ہزار چھ صد اکتالیس کی تعداد میں متفرق کتب بھجوائی گئیں اور ان کی نگرانی کی گئی کہ یہ کتب پھر آگے تقسیم ہوں۔

اس کے علاوہ مختلف جماعتوں نے اپنی ضرورت کے مطابق جو لٹریچر خود شائع کیا ہے اس کی تعداد چھ لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ مختلف دانشوروں کے خیالات احمدیہ طرز فکر کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں اور بعض تو لکھ کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ عملاً خواہ وہ جماعت میں شامل نہ بھی ہوں لیکن جماعت کے ساتھ نظریاتی طور پر متفق ہو چکے ہیں۔ تو اس طرح زمین تیار ہو رہی ہے۔جب انقلاب کا وقت آئے گا تو اس وقت یہ سب لوگ پکے ہوئے پھل کی طرح احمدیت کی جھولی میں آگریں گے۔

احمدیہ چھاپہ خانوں کا ذکر

رقیم پریس اسلام آباد کے انچارج ملک مظفر احمد صاحب کی نگرانی میں افریقن ممالک غانا، نائجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں ہمارے چھاپہ خانوں کی حالت دن بدن زیادہ معیاری ہو رہی ہے۔اپنے ملک کے سرکاری چھاپہ خانوں کے لئے بھی یہ حسن کارکردگی میں مثال بن گئے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات حکومت نے کچھ شائع کروانا ہو تو جماعت کے پریس سے رجوع کرتی ہے۔

امسال رقیم پریس اسلام آباد اور دیگر چھاپہ خانوں سے جو طباعت ہوئی ہے اس کا خلاصہ پیش ہے:

☆......رقم پریس اسلام آباد سے ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار ایک سو دس کی تعداد میں کتب و جرائد شائع ہوئے۔
☆......افریقہ کے احمدیہ چھاپہ خانے، جو اس وقت جدید مشینری کے ساتھ کام کر رہے ہیں ان میں طبع ہونے والے کتب و جرائد کی تعداد دو لاکھ بارہ ہزار انتیس ہے۔یہ تعداد گزشتہ سال کی نسبت تین گنا زائد ہے۔
☆......ان چھاپہ خانوں کے ذریعہ ہمسایہ ممالک کی ضروریات بھی پوری کی جا رہی ہیں۔

پریس اینڈ میڈیا ڈیسک

اس شعبہ کے تحت دنیا کے مختلف رسائل اور جرائد میں جماعت کی تائید میں مضمون لکھوائے جاتے ہیں یا جماعت کے خلاف لکھے جانے والے مضامین کا جواب شائع کروایا جاتا ہے۔ اس کام کا آغاز لندن سے ہوا تھا۔چوہدری رشید احمد صاحب کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا تھا جو اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔انہوں نے اور ان کی ٹیم نے مثالی کام کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ فجزاهم الله احسن الجزاء.

ایم ٹی اے۔نئے دور میں

یورپ ، شرق اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے ڈیجیٹل (Digital) نشریات کا آغاز

حضور نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے امسال یورپ، شرق اوسط اور ایشیا کے علاقوں کے لئے یورپ کی سب سے زیادہ مقبول سیٹلائٹ **HOTBIRD 4** پر ایم ٹی اے کا ڈیجیٹل چینل شروع کیا جا چکا ہے۔

اس سیٹلائٹ پر اس وقت تین سو سے زیادہ چینل چل رہے ہیں جن میں مختلف یورپی زبانوں کے علاوہ بہت سی مقبول عربی چینل بھی شامل ہیں۔جو جماعت کی نہیں بلکہ عرب ممالک کی ہیں۔

ان ڈیجیٹل نشریات کے آغاز سے ہم دنیا بھر میں بہت سے ایسے ناظرین تک پہنچ رہے ہیں جن تک پہلے رسائی ممکن نہ تھی۔اس طرح تبلیغ کے نئے رستے کھل رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو تین سو چینل کام کر رہے ہیں اس میں ہماری بس ایک ہی چینل ہے جس نے ڈیجیٹل نظام لینا ہو اس کو مجبوراً اتفاقاً یا کبھی ارادۃً ہماری چینل دیکھنی ہی پڑتی ہے اور اکثر لوگ جن کو ایک دفعہ یہ چینل دیکھنا نصیب ہو جائے پھر اس سے چمٹ ہی جاتے ہیں اور خدا کے فضل سے اکثر اوقات اس چینل کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔الحمد للہ کہ ایم ٹی اے آغاز ہی سے ان چینلز میں شامل ہو گئی ہے۔

اس وقت ڈیجیٹل (Digital) کے ساتھ ساتھ ہماری Analogue نشریات بھی جاری ہیں اور بہت سے علاقوں میں بیک وقت یہ دونوں سسٹم پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں۔

ساؤتھ پیسفک (South Pacific) کے ممالک کے لئے MTA کی نئی سروس کا آغاز

حضور نے فرمایا کہ سابقہ مروجہ سیٹلائٹس کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات ساؤتھ پیسفک کے بعض علاقوں میں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔کیونکہ زمین کا Curve حائل ہو جایا کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیات صاحب کو اور ان کی ٹیم کو جزا دے انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ نئی سیٹلائٹ دریافت کر لی ہے۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساؤتھ پیسفک کے تمام ممالک جن میں آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، جاپان وغیرہ شامل ہیں ایم ٹی اے کی دسترس میں آگئے ہیں۔اسی سیٹلائٹ سسٹم کے ذریعہ بی بی سی ورلڈ سروس بھی اپنی نشریات پیش کرتی ہے۔اب ہم سو فیصد اعتماد سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے پانچوں براعظم ایم ٹی اے کا پروگرام براہ راست دیکھ سکتے ہیں۔الحمد للہ ثم الحمد للہ

ڈیجیٹل ریکارڈنگ اور کمپیوٹر ایڈیٹنگ کا انتظامی ڈھانچہ

حضور نے فرمایا کہ ڈیجیٹل پروگرام نشر کرنا اور بات ہے اور ڈیجیٹل پروگرام تیار کرنا اور بات ہے اس کے لئے ایک بہت بڑی محنتی ٹیم کی ضرورت ہے۔ رفیق احمد حیات صاحب ایم ٹی اے کے چیئرمین ہیں۔ ایم ٹی اے کے اس وقت ۱۴ ڈیپارٹمنٹ ہیں جن میں مجموعی طور پر ۱۳۵ رضاکار روزانہ باری باری ۲۴ گھنٹے ٹرانسمیشن کے لئے مختلف طریق سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

چوہدری ظفراللہ خان بنام گاندھی جی

انگلستان میں مسلم مطالبات پیش ہونے کا پہلا موقع

(شیخ عبدالماجد ۔ لاہور)

جداگانہ انتخاب کے سلسلہ میں انگلستان میں مہم چلانے کی شدید ضرورت تھی۔ اس ضمن میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے قابل ستائش جدوجہد کی اور ایک طویل عرصہ تک کام کرتے رہے۔ ان کی جملہ مساعی کا احاطہ تو نہیں کیا جا سکتا نمونۃً ایک معرکہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

گول میز کانفرنس انگلستان کے ایام میں مدیر انقلاب "مولانا غلام رسول صاحب مہر" کے مکتوبات "انقلاب" کے علاوہ ملک کے دیگر جرائد و رسائل میں بھی شائع ہوتے رہے۔ موصوف کا ایک اہم تاریخی مکتوب "فاروق" قادیان ۷ر دسمبر ۱۹۳۱ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ مولانا مہر لکھتے ہیں:

گاندھی جی کو دعوت

"اس ہفتے (انگلستان میں۔ناقل) بہت سی تقریبیں پیش آئیں جن کا ذکر ضروری تھا لیکن کس کس کو تفصیل سے لکھوں۔ قومی نقطہ نگاہ سے آکسفورڈ کی ایک تقریب کا ذکر ضروری ہے...... آکسفورڈ میں ایک انجمن ہے جس کا نام "ریلے سوسائٹی" ہے اور جسے عام طور پر انگریزی نوآبادیوں یا جو بہ اصطلاح مشہور "مستعمرات" کے مسائل سے متعلق ہے۔ مسٹر کوپ لینڈ (مصنف ہندوستانی سیاست ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۲ء انگریزی۔ناقل) جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں تاریخ مستعمرات کے پروفیسر ہیں، اس کے پریذیڈنٹ ہیں ۔ گول میز کانفرنس کی وجہ سے آج کل عام انگریز، ہندوستان پر بھی بطور خاص متوجہ ہیں۔ چنانچہ ریلے سوسائٹی نے پچھلے ہفتے گاندھی جی کو دعوت دی کہ وہ ان کے روبرو ہندوستان کے مسائل کے متعلق تقریر کریں...... گاندھی جی گئے۔ انہوں نے تقریر کی اور یہاں کے عام طریق کے مطابق تقریر کے بعد حاضرین نے متعدد سوالات کئے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس تقریر کا عام رجحان مسلمانوں کے حق میں نہیں تھا۔

چوہدری ظفراللہ خان کو دعوت

گاندھی جی کی تقریر کے بعد بعض ممبروں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اب کسی مسلمان کو تقریر کے لئے بلانا چاہئے تاکہ مسلمانوں کا زاویہ نگاہ بھی معلوم ہو سکے۔ اس خیال کو سوسائٹی کے عام ممبروں نے پسند کیا اور چوہدری ظفراللہ خان کو بلایا گیا۔ چوہدری صاحب کا بہت اچھا استقبال ہوا۔ صدر سوسائٹی نے لنچ میں متعدد ارباب علم و فضل کو بلایا۔ ان میں ڈاکٹر ایڈورڈ تھامسن بھی شامل تھے...... شام کو ایک گھنٹہ تک چوہدری صاحب نے تقریر کی...... جس میں ہندوستان کے اندر اقوام کے کلچر، تمدن، طرز بود و باش، طریق فکر و نظر، مشغولیات، مصروفیات زندگی بلکہ اسماء تک کے اختلافات کو انتہائی وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور اس طرح وہ تمام بنیادیں سامعین کے روبرو پیش کر دیں جن پر مسلمانوں کے "مطالبات تحفظ" مبنی ہیں۔

چوہدری صاحب نے بتایا کہ اونچی جاتیوں کے ہندو، اچھوتوں اور دوسرے غیر ہندوؤں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ ان کے کلچر اور مسلمانوں کے کلچر میں کیا فرق ہے۔ ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ ایک حلال طیب جانور ہے ۔ ہندو، سود کا کاروبار کرتے ہیں، مسلمانوں کے مذہب میں سود لینا اور دینا ممنوع ہے۔ مسلمان، عموماً زمیندار اور کاشت کار ہیں۔ ہندو زیادہ تر بینکر اور تاجر ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے دونوں قوموں کے مقاصد میں ہر وقت تصادم کا اندیشہ رہتا ہے۔

طریق انتخاب پر بحث کرتے ہوئے چوہدری صاحب نے فرمایا کہ یہاں انگلستان میں عام لوگوں کے ناموں سے ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتا کہ کون "رومن کیتھولک" ہے اور کون "پراٹسٹنٹ"۔ لیکن ہندوستان میں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی ایک مشترکہ فہرست میرے سامنے یا کسی بھی ہندوستانی کے سامنے رکھ دیں تو وہ بیک نظر بتا دے گا کہ...... ہندو کون ہے اور مسلمان کون اور سکھ کون ...... ان حالات میں ہمارے ہاں مخلوط انتخاب رائج ہو تو اس کی کیفیت یہاں کے پراٹسٹنٹ اور کیتھولک رقیب امیدواروں سے بالکل مختلف ہو گی۔

یہاں کے ووٹر محض ناموں سے معلوم نہیں کر سکتے ۔ ہمارے ہاں حالت بالکل مختلف ہے لہذا جن اختلافات کا میں اوپر ذکر کر چکا ہوں وہ پانچ سال کے بعد ایک مرتبہ ووٹ اکٹھے دینے سے دور نہیں ہو سکیں گے۔

غرض چوہدری صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ "اسلامی مطالبات" کے اصول و مبادی، حاضرین کے سامنے پیش کئے جس سے سب بے حد متاثر ہوئے۔

مسلم مطالبات پیش ہونے کا پہلا موقع

تقریر کے بعد سوا گھنٹے تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا اور چوہدری صاحب جوابات دیتے رہے۔ آخر میں مسٹر کوپ لینڈ نے فرمایا کہ یہاں کے لوگوں کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات پیش ہونے کا یہ پہلا موقع ہے ۔ گاندھی جی سے جتنے سوالات کئے گئے تھے ۔ ان کے جوابات کی نسبت حاضرین کا احساس یہ تھا کہ وہ مبہم تھے لیکن چوہدری صاحب کے تمام جوابات واضح ہیں اور غیر مبہم ہیں۔

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۲

ہے: "وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَااللّٰه مُبْدِيه وَتَخْشَى النَّاسَ"۔(الاحزاب :۳۸) ۔ یہ خدا تعالیٰ کا آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ان علماء کے ذہنوں میں کیسے کیسے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو کیوں کہنا تھا کہ اِتَّقِ اللّٰه۔ تم اللہ کا تقویٰ کیوں نہیں اختیار کرتے جبکہ حضرت محمدؐ رسول اللہ تو اَتْقَى النَّاسِ (تمام لوگوں سے زیادہ متقی) تھے۔ ایک مرتبہ جب تقویٰ کا ذکر ہوا تو آپ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ آپؐ جو تقویٰ کے لیڈر تھے علماء کہتے ہیں کہ اس موقع پر آپؐ نے تقویٰ کا دامن چھوڑ دیا اور اس پر قائم نہ رہ سکے (نعوذ باللہ)۔ وہ وجود جسے خدا تعالیٰ نے حق و صداقت کا نشان بنا کر بھیجا تھا۔ یہ علماء کہتے ہیں کہ اس صداقت کے نشان نے فلاں فلاں مواقع پر جھوٹ بولا۔ اگر نبیوں کے سردار اور حلقہ نبوت میں بے مثال و بے نظیر نبی کے متعلق ان علماء کے یہ خیالات ہیں تو پھر ان کے ہاتھوں باقی نبیوں کی عصمت کیسے محفوظ رہ سکتی ہے۔

(محترم حلمی صاحب نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ زینبؓ ایک غلام ہونے کی وجہ سے زیدؓ کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرتی ہوں)

حضور نے فرمایا کہ مجھے اس بات میں شک ہے ۔ میں حضرت زینب کے متعلق ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر ان کے ذہن میں ایسی بات ہوتی کہ آپ کی شادی ایک غلام سے ہو رہی ہے جبکہ وہ انہیں لمبے عرصہ سے جانتی تھیں تو پھر جب آنحضرت ﷺ نے ان کے سامنے اس رشتہ کی تجویز رکھی تو انہیں انکار کر دینا چاہئے تھا۔ اس لئے میرا نہیں خیال کہ اس بنا پر یہ واقعہ ہوا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ زینبؓ ایسے ماحول میں پلی بڑھی تھیں اور ایسا رہن سہن خیالات اور عادات رکھتی تھیں جو زیدؓ کے رہن سہن سوچ اور طبیعت کے بالکل مخالف تھیں۔ روزمرہ طرز رہن سہن کا یہ اختلاف ان دونوں میں جدائی کا سبب بنا ہو گا۔ بعض اوقات بہت معمولی سی بات ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شادی شدہ مسلمان عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی جو اپنے خاوند سے طلاق لینا چاہتی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ تمہارے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے؟ تو اس عورت نے کہا کہ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ کیا وہ تمہیں گھریلو اخراجات اور ضرورت کی اشیاء میں تنگی دیتا ہے؟ تو اس عورت نے کہا نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ یا رسول اللہ وہ نہایت اچھا انسان ہے میں اس میں کوئی خامی نہیں پاتی اور اس کے خلاف مجھے کوئی شکایت نہیں ہے۔ بس میں اسے پسند نہیں کرتی۔ اس کی بیوی ہونے میں میرے اندر کوئی جذبہ اور خواہش نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے بس اتنی وجہ کافی ہے۔ بعض اوقات معمولی اسباب شادیوں کے ٹوٹنے کا باعث بن جاتے تھے اور وہ آنحضرت کو منظور تھے ۔ اس لئے ہم کون ہوتے ہیں کہ ان دونوں کی طرف غلط باتیں منسوب کریں۔ میں تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ دونوں نیک وجود تھے اور قرآن کریم تو ہمیں حسن ظن کی تعلیم دیتا ہے تو پھر کیوں نہ ہم ان کی طرف اچھی باتیں منسوب کریں۔ اور یہی کچھ تو ہے جس کی ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے تعلیم دی کہ ہم گزشتہ نیک لوگوں میں سے کسی کے متعلق بھی بدظنی نہ کریں۔

بقیہ: توہین رسالت کے مقدمات از صفحہ ۱۰

ضمانت کے لئے سیشن جج کی عدالت میں درخواست دی گئی جہاں تاریخوں پر تاریخیں پڑتی گئیں اور بالآخر مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۹۷ء کو ایڈیشنل سیشن جج جام پور ضلع راجن پور نے ان کی درخواست مسترد کر دی۔

مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو مکرم محمد انور صاحب کا کیس راجن پور سیشن کورٹ میں منتقل کر دیا گیا مگر یہاں بھی ضمانت منظور نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا مگر وہاں سے بھی ضمانت منظور نہ ہو سکی۔ چنانچہ سپریم کورٹ میں ضمانت کے لئے درخواست دی گئی مگر وہاں بھی سماعت کے لئے صبر آزما طویل عرصہ انتظار کرنا پڑا۔ بالآخر سپریم کورٹ نے ان کی درخواست ضمانت منظور کر لی۔ اس طرح مکرم چوہدری محمد انور صاحب کو صرف ضمانت کے حصول کے لئے دو سال کا عرصہ جیل میں گزارنا پڑا۔

بقیہ: شیخ عجم از صفحہ نمبر ۴

اور سورج نکل آیا تو آگے روانہ ہوئے۔ شام ہونے تک ایک گاؤں خوشے میں پہنچ گئے اور رات گاؤں کی مسجد میں بسر کی۔ اگلے روز کابل پہنچ گئے۔ سردار شاہ محمد حاجی باشی کو ملے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے دوست تھے۔ ان کے ذریعہ روپیہ اور ضرورت کا سامان حضرت صاحبزادہ صاحب کو جیل میں بھجوا دیا۔ سید احمد نور دو روز کابل میں حاجی باشی صاحب کے پاس رہے پھر اپنے گاؤں میں واپس آ گئے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۳)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب کا بیان ہے کہ جب حضرت صاحبزادہ صاحب ارک شاہی کے توقیف خانہ میں زیر حراست تھے تو آپ کو کھانا سردار عبدالقدوس خان شاہ غاصی اور بریگیڈیئر مرزا محمد حسین خان صاحب کوتوال کی طرف سے بھجوایا جاتا تھا۔

(عاقبۃ المکذبین حصہ اول صفحہ ۴۴)

(باقی اگلے شمارہ میں)

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

لِقَاءٌ مَعَ الْعَرَبْ

(۱۷ / مارچ ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید ، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے ۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے کی** سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو ، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

سوال: جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعوداور مہدی معہود ہونے کا اعلان فرمایا تو اس وقت کے علماء کی کیا حالت تھی ان میں کس قسم کے بدخیالات اور غیراسلامی اعتقادات پائے جاتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے ان کے ان غیراسلامی اعتقادات کاازالہ کیا؟ نیزیہ کہ ان کے عقیدہ حیات مسیح ونزول عیسیٰ کا کیسے رد فرمایا؟

جواب: حضور انورایدہ اللہ نے فرمایا ایسے بے شمار اعتقادات ہیں جو اس وقت کے مسلمانوں میں پائے جاتے تھے جن کا میں ابھی ذکر کروں گا تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ کیسے کیسے اعتقادات رکھتے تھے جنہیں درست کرنے کی غرض سے آپ تشریف لائے۔ قرآن کریم کے فہم، خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے پیارے رسول کے اعلیٰ وارفع مقام کے ادراک اوردوسرے انبیاء کے مقام و مرتبہ کے تعلق میں اور پھر اسلام کے تمام بنیادی اصولوں اور عقائد کے بارہ میں آپ نے غلط فہمیوں کا ازالہ کیااور فہموں کو جلا بخشی اور نئی سوچوں کے لئے راہیں استوار کیں ۔ نیز بدعادات اور بدعات کی درستگی فرمائی۔ اسی طرح غیر مومنانہ اعمال اور ایسی مشرکانہ بدرسوم جو مسلمانوں نے ہندو مذہب سے مستعار لے لی تھیں اور ایسی ہی دوسرے مذاہب کی مشرکانہ رسوم وعقائد جو درحقیقت ان مذاہب کی اصل میں بھی نہیں پائی جاتی تھیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے تو ان تمام مذاہب کی بنیاد توحید خالص پر رکھی تھی۔ اس طرح تمام ایسے اموراوران کے علاوہ بھی اور بہت سے ہیں جن کے دور کرنے کی خاطراور اسلام کی صحیح صورت واضح کرنے اور مسلمانوں کی اصلاح احوال کی غرض سے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے جو میں ایک ایک کر کے تفصیل سے بیان کروں گا۔ لیکن سب سے پہلے میں قرآن کریم کو لیتا ہوں۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جن کے متعلق سمجھا جاتاہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں منسوخ کر دیا ہے۔ آپ تشریف لائے اور اعلان کیا کہ یہ سوچ فاسد اور ایسا خیال سراسر غلط فہمی کی بنیاد پر ہے۔ قرآن کریم ایک کامل و مکمل اور ہر لحاظ سے قابل اعتبار اور لاریب کتاب ہے۔ اس میں کسی ہاتھ سے ردوبدل نہیں ہوا۔ نہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے اور نہ ہی کسی انسان کے ہاتھ سے۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات جو آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی بات بیان کرتی ہیں علماء نے ان سے بہت ہی غلط مفہوم اخذ کئے ہیں۔ اگر ان آیات سے لفظی مفہوم مراد لیاجائے تو یہ آنحضرت ﷺ کی عظمت اور اعلیٰ وارفع مقام کو نعوذ باللہ میلا کرنے والی ہونگی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان آیات کی تفسیر فرماکر قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا۔ اسی لئے آپ کی برکت سے قرآن کریم سے متعلق ہمارا عقاد ایسا ہے جو دوسرے عام مسلمانوں کی نسبت بالکل مختلف اور ہر دشمن کے حملے سے قرآن کریم کا مکمل دفاع کرنے والا ہے۔

گزشتہ علماء قرآن کریم میں حضرت لوطؑ کے واقعہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت لوطؑ نے اپنی بیٹیاں غلط کام کے لئے دشمن کو پیش کر دیں۔ وہ کیسے نبی تھے؟ کیا نبی ایسے ہوا کرتے ہیں؟ کیا آپ ایسا تصور بھی کر سکتے ہیں؟۔ لیکن یہ ایک عام عقیدہ علماء میں پایا جاتا تھا اور آج بھی علماء اس عقیدہ پر قائم ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایسی تمام باتوں کے خلاف احتجاج کیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء معصوم تھے۔ تم ان آیات کو نہ سمجھنے کی بنا پر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کی عصمت وپاکبازی پر حملے کرتے ہو تو پھر عام لوگوں کے متعلق تمہاری سوچیں اور خیالات کیسے ہونگے۔

علماء کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ نے تین جھوٹ بولے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس افتراء کی مکمل تردید فرمائی اور فرمایا کہ علماء نے اپنی کم عقلی کی بنا پر قرآن کریم کو جیسا سمجھا یہ ان کی اپنی ذمہ داری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی بھی کسی نبی کے کردار پر کسی بھی قسم کی آنچ نہیں آنے دی اور بڑی وضاحت سے اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء پاکباز اور معصوم تھے۔

حضرت رسول کریم ﷺ کے متعلق آپ کو علم ہے کہ ان علماء نے کیا کہا اور آج بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آپ حضرت زینبؓ کے گھر گئے جن کی شادی حضرت زیدؓ سے ہوئی تھی جو آپ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جب آپ ان کے گھر گئے تو اس وقت حضرت زینب نے مناسب لباس نہیں پہنا ہوا تھا۔ علماء اور بہت سی باتیں کہتے ہیں جن کا ذکر کرتے ہوئے مجھے شرم محسوس ہوتی ہے۔ اور آپؐ اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے اور خدا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ آپؐ اس کے اظہار سے لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن خدا سے نہیں۔ اور آپ چونکہ لوگوں سے ڈرتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمدؐ! لوگوں سے مت ڈر۔ مجھے معلوم ہے جو تیرے دل میں ہے۔ اس لئے جرأت سے کام لو۔ جاؤ اور اس عورت سے شادی کرو۔ اس لئے زیدؓ نے اسے طلاق دی اور آپؐ نے اس سے شادی کرلی۔

یہ انتہائی دردناک، تکلیف دہ اور روح کو چھلنی کرنے والا قصہ ہے جو یہ علماء مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں اور ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی شان اور آپ کی معصومیت پر بہت گھناؤنا حملہ اور انتہائی گستاخی ہے۔ ایسی سوچ کے بارہ میں تحقیق کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ایک سچا مسلمان تو کبھی ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان تمام بے بنیاد و نامعقول باتوں کو سرے سے رد کیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے تمام انبیاء معصوم وپاک تھے اور انہوں نے کبھی بھی کسی گناہ یا جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔

انبیاء کی عصمت کو قائم کرنے کا صرف یہ ایک کارنامہ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا اعلیٰ مرتبہ کا مجدد ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

فرشتوں کے بارے میں آپ تفاسیر میں پڑھیں ۔ قدیم علماء سمجھتے تھے کہ فرشتوں کے پرندوں کی طرح پر ہوتے ہیں اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں اور موت کا ایک فرشتہ ہے جو لوگوں کی جان نکالنے کے لئے ہروقت ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف مصروفِ پرواز ہے۔ روزانہ ہر سیکنڈ میں کوئی نہ کوئی موت واقع ہو رہی ہے اور یہ اس ایک فرشتہ کی ذمہ داری ہے کہ ہزاروں میل کا سفر ایک سیکنڈ میں طے کر کے دوسری جگہ کسی کی جان نکالے ۔ لیکن کیا صرف یہی ایک زمین ہے جہاں زندگی ہے؟ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اس زمین کے علاوہ بھی اور کئی جگہ زندگی ہے تو پھر یہ کیسا فرشتہ ہے؟ کیسی افسانوی سوچ ہے جس پر ان لوگوں کا ایمان ہے ۔ وہ فرشتہ پروں کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ پروں کے ساتھ آپ صرف اس وقت اڑ سکتے ہیں جب ہوا ہو اور آپ اسے پیچھے دھکیلیں اور پھر رفتار بھی بہت محدود ہوگی لیکن وہ فرشتہ تو ان پروں کے ساتھ اڑ کر سیکنڈوں میں ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرشتوں کی حقیقت وماہیت پر بہت ہی خوبصورت مضمون تحریر فرمایا۔ آپ نے لکھا اور قرآن کریم سے ثابت کیا کہ فرشتوں کا کوئی مادی جسم نہیں جیسا کہ تم ان کے لئے خیال کرتے ہو۔ جبرئیل فرشتہ خود آنحضرت ﷺ پر مختلف شکلوں اور صورتوں میں ظاہر ہوتا تھا۔ بعض اوقات وہ ایک افق سے دوسرے افق تک پھیلا ہوتا تھا۔ بعض دفعہ ایک بہت ہی طاقتور اور خوبصورت انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا اور پھر کسی وقت ایک مسافر کی حالت میں ظاہر ہوا۔ صحابہؓ بھی اسے دیکھتے تھے لیکن ان میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھتا، سوال وجواب کرتا اور غائب ہو جاتا تھا۔ پھر یہی جبرئیل حضرت عیسیٰؑ پر کبوتر کی صورت میں ظاہر ہوا۔ وہ کیسا فرشتہ تھا؟ کیا اس کا اپنا کوئی مادی جسم تھا؟ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ فرشتے جو تمہارے سامنے ظاہر ہوتے ہیں وہ تمہارے اپنے خیالات اور سوچ کے مطابق روپ دھار کر آتے ہیں اور جو پیغام وہ ساتھ لاتے ہیں اس پیغام کی اہمیت و مرتبہ کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر جو پیغام نازل ہوا وہ اپنے مرتبہ و مقام میں انتہائی بلند اور مکمل وارفع واعلیٰ تھا اس لئے آپؐ پر جبرئیل کا ظہور بھی اس پیغام کی کاملیت و بلندی کے موافق بہت عظمت کا حامل تھا۔ جو پیغام حضرت عیسیٰؑ کو دیا گیا وہ اطاعت و فرمانبرداری، بردباری و محبت کا بہت خوبصورت پیغام تھا لیکن اس میں اپنے دفاع کی طاقت نہ تھی اس لئے ان پر فرشتہ پرندے کی شکل میں ظاہر ہوا اور فرشتے کا پرندے کی صورت میں حضرت مسیحؑ پر نازل ہونا بتاتا ہے کہ کس قسم کا پیغام ان پر نازل کیا گیا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں مختلف مقامات پر فرشتوں سے متعلق ذکر فرمایا کہ تمام کائنات کا کاروبار فرشتے چلاتے ہیں اور ہر کائنات کے الگ الگ حصوں اور شعبوں کے لئے کام کرنے والے فرشتوں پر ان کے سردار فرشتے مقرر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ کائنات میں ہر جگہ زندگی موت کا شکار ہو رہی ہے۔ انسانوں اور باقی تمام حیوانات میں زندگی و موت کا ایک مسلسل جاری وساری عمل ہے اور موت کا نظام ایک بڑے فرشتہ عزرائیل کے کنٹرول میں ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

حضرت مسیح موعودؑ نے اسے قرآن کریم کی روشنی میں ثابت کیا اور فرمایا کہ فرشتوں کے ایسے عظیم لشکر ہیں جن کا حساب اور گنتی تمہارے احاطۂ فکر سے باہر ہے جو سردار فرشتوں کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض Productive Phenomenon کو کنٹرول کرتے ہیں جو انسانوں اور دیگر حیوانات کے لئے خوراک کی تیاری کا Phenomenon ہے۔ باقاعدہ ایک نظام اسے کنٹرول کرتا ہے۔ یہ خود بخود جاری سلسلہ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے جاری کردہ ایسے نظام اور قوانین ہیں جو غیر مبدل ہیں۔

یہ ہے فرشتوں کی اصل حقیقت۔ Archangle پاکیزگی و لطافت کا فرشتہ اور انسانی استعدادوں اور صلاحیتوں کی نیک اعمال اور درست راہوں کی طرف راہنمائی کرنے والا فرشتہ ہے جسے جبرئیل کہتے ہیں، وہ روح القدس ہے۔ لیکن اس کے ماتحت ہر انسان کے اندر ایسے فرشتے کام کرتے ہیں جو اسے بتاتے رہتے ہیں کہ اے انسان! یہ درست راستہ ہے تو اس پر چل۔ برے کام پر انگیخت کرنے کے لئے کوئی فرشتہ نہیں۔ یہ کام شیطان کے ذمہ ہے۔ لیکن اچھے اور برے اعمال کا حساب رکھنے کے لئے ہر انسان کے اندر دو فرشتے ہیں۔ ایک ان میں سے دائیں بیٹھتا ہے اور دوسرا بائیں۔ جسمانی صورت میں نہیں۔ وہ انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ وہ طاقتور روحیں ہیں جنہیں ہم مکمل طور پر سمجھ نہیں سکتے کیونکہ وہ مختلف Dimensions رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر آپ ایک چیونٹی کو اپنی ہتھیلی پر رکھیں اور آپ یہ خیال کریں کہ میں نے اس چیونٹی کو اٹھایا ہوا ہے۔ اس چیونٹی کی آنکھیں ہیں۔ وہ دیکھ سکتی ہے۔ اس کے کان ہیں وہ سن سکتی ہے۔ اس لئے وہ یہ بھی جانتی ہے کہ ان ان صفات کا حامل ایک انسان بھی ہے تو یہ درست نہیں۔ چیونٹی تو ایسا خیال نہیں کر سکتی۔ یہ تو چیونٹی کے لئے محض آپ کا وہم ہے کہ وہ یہ سوچتی اور جانتی ہے۔ چیونٹی تو صرف اتنا جانتی ہے کہ کسی چیز نے اسے اٹھایا ہوا ہے اور بس۔ لیکن جہاں تک انسانی استعدادوں اور صلاحیتوں کا تعلق ہے چیونٹی کو اس کا واہمہ بھی نہیں۔ اگر کسی چیونٹی سے انسانی وجود سے متعلق سوال کیا جائے تو وہ اس کا انکار نہیں کرے گی لیکن اگر اس سے یہ پوچھا جائے کہ بتاؤ انسان کس طرح کا ہوتا ہے اس کی صفات کیا ہیں تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ نہ ایسا کوئی سوال مجھ سے نہ کرو مجھے اس کا کچھ بھی علم نہیں۔ اس لئے اگر یہ چیونٹی انسان کو نہیں سمجھ سکتی جبکہ وہ دونوں جسمانی وجود ہیں تو پھر کوئی مادی وجود روحانی وجودوں کا مکمل ادراک کیسے کر سکتا ہے جن کا تعلق ہی کسی اور دنیا سے ہے۔ یہ علم ہمیں حضرت مسیح موعودؑ نے دیا۔ آپ سے پہلے کسی بھی عالم کی کتاب میں فرشتوں کے بارہ میں آپ کو ایسا علم نہیں ملے گا۔

پھر آپ نے روز حشر، قیامت کے دن سے متعلق ہمیں علم دیا۔ ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے۔ پھر جنت و دوزخ سے متعلق علم و معرفت سے بھرا کلام، روح کا زندہ و قائم رہنا اور کس حال میں، آپ نے ان مضامین کے بارہ میں علماء کے فرسودہ نظریات و افکار کو کلیۃً رد کر دیا۔ اگرچہ ان علماء نے بھی قرآن کریم کو بنیاد بنا کر اپنی سمجھ کے مطابق اس سے مطالب اخذ کرنے کی کوششیں کیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں ان آیات کی نشان دہی کرتا ہوں جو ان مضامین پر حاوی ہیں۔ قرآن کریم کے متعلق تمہارا علم سطحی ہے جو اس کے عمیق مطالب کے خلاف ہے اور اس بارہ میں آنحضرت ﷺ نے ہمارے لئے جو راہنمائی فرمائی ہے اس کے بھی مخالف ہے۔

مثلاً یہ کہ ہم دوبارہ کیسے اٹھائے جائیں گے؟ آج تک تمام علماء یہی عقیدہ رکھتے آئے ہیں کہ جس حالت میں تم مارے جاؤ گے اسی حالت میں دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ اس پر یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ تم مرنے کے بعد اپنی آنکھیں Donate نہ کرو ورنہ تم قیامت کے روز بغیر آنکھوں کے اٹھائے جاؤ گے۔ یہ تو ان علماء کی عقل اور سمجھ کا معیار ہے اور یہ ان کے علم کی حد پرواز ہے۔ یہ اس سے بڑھ کر پرواز کر بھی نہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعودؑ آسمان سے تشریف لائے اور آپ کی پرواز بھی آسمانی تھی۔ آپ نے آ کر ہمیں بتایا کہ علماء کی یہ باتیں محض لغویات، پراگندہ خیالات اور ڈھکوسلے ہیں۔ قرآن کریم میں پوشیدہ حکمت و معرفت کے موتی ان کی پہنچ سے بہت باہر ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَنُنْشِئَكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُوْنَ (الواقعہ:۶۲) اور ہم تمہیں ایسی حالت میں اٹھائیں گے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔ لیکن کیا تمہیں اپنے متعلق علم نہیں ہے کہ تمہاری ایک آنکھ ہے یا دو آنکھیں ہیں؟ تمہارا ناک کام کر رہا ہے یا نہیں؟ پھر اس بوڑھے، کمزور و نحیف انسان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو دنیا جہان کی بیماریوں میں مبتلا ہے اور جو لنگڑا اور نابینا انسان ہے۔ کسی مولوی سے کوئی پوچھے کہ "مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى"(بنی اسرائیل:۷۳) یعنی جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ وہ نابینے لوگ جنہوں نے ساری زندگی قرآن کریم حفظ کیا اور اس کی تلاوت کرتے رہے کیا وہ آخرت میں بھی اندھے اٹھائے جائیں گے؟ وہاں بھی وہ نہیں دیکھ سکیں گے؟ ایسے مولویوں کو جواب یہ ہے کہ شاید یہ لوگ تو نہیں البتہ تم ضرور اندھے اٹھائے جاؤ گے۔ یہاں قرآن کریم روحانی دنیا کی باتیں کر رہا ہے جس کے ساتھ ان مولویوں کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

حضرت زیدؓ کے معاملہ میں میں ایک اور اہم بات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم اس الزام کو کلیۃً رد فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس عورت سے محبت ہو گئی تھی جس بنا پر یہ تمام واقعہ رونما ہوا۔ قرآن کریم تو اس کے بالکل برعکس بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ سے فرمایا "وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ........" (الاحزاب:۳۸)۔ آپ زیدؓ سے فرما رہے ہیں کہ اسے طلاق نہ دو۔ اللہ سے ڈرو اور اسے اپنے ساتھ بسائے رکھو۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو اس عورت سے شادی کا خیال ہوتا اس بنا پر کہ آپ نے اسے ایسی حالت میں دیکھا تھا کہ آپ کے دل میں اس کے لئے محبت پیدا ہو گئی تھی تو پھر آپؐ نے زید کو یہ کیوں فرمایا کہ اسے طلاق نہ دو۔ ان مولویوں نے اس آیت سے جو بھی مطلب لیا ہے انتہائی لغو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں بڑی گستاخی ہے اور کلیۃً رد کرنے کے لائق ہے۔

آنحضرت ﷺ کو کس بات کا ڈر تھا؟ آپ کو ڈر اس بات کا تھا کہ آپ زیدؓ کے ساتھ زینبؓ کی شادی کے ذمہ دار تھے۔ آپؐ نے یہ رشتہ طے کیا تھا۔ آپؐ نے حضرت زینبؓ سے خاندان کے ایک فرد ہونے کے ناطے اس رشتہ کی بات کی تھی جو عرب کے ایک معزز خاندان سے تھیں۔ اس زمانہ میں کسی معزز خاندان کی عورت کا ایک غلام کے ساتھ شادی کروانا بڑی بے عزتی متصور کیا جاتا تھا۔ لیکن زینبؓ آنحضرت ﷺ کی خاطر اس حد تک قربانی کے لئے تیار ہو گئیں کہ یا رسول اللہ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس شادی کے لئے راضی ہوں۔

کسی بھی وجہ سے حضرت زیدؓ نے آخر کار یہ فیصلہ کر لیا کہ ان کا گزارہ حضرت زینبؓ کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور وہ اب مزید اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس وجہ سے آنحضرت ﷺ زیدؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جو بھی حالات ہیں ان سے سمجھوتہ کی کوشش کرو۔ میں اس رشتہ کا ذمہ دار ہوں۔ آپ کو یہ ڈر تھا کہ اگر یہ طلاق ہو گئی تو لوگ باتیں کریں گے کہ محمدؐ نے ایک غلط فیصلہ کیا۔ اپنے خاندان کے جذبات کو مجروح کیا اور عزت کو ٹھیس پہنچائی۔ آپ نے اس عورت کو ایک غلام کے ساتھ شادی کرنے کی نصیحت کی لیکن اس کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوا اور آخر کار بات طلاق تک پہنچی۔ اس بات کا آپ کو ڈر تھا۔ اور اسی وجہ سے شاید آپ نے یہ سوچا کہ ٹھیک ہے اگر زید نے اسے طلاق دے دی تو پھر میں اس سے شادی کروں گا تاکہ میری اطاعت کی وجہ سے وہ تکلیف نہ اٹھائے۔ یہ انتہائی اعلیٰ اور کمال خُلقِ عظیم کا فیصلہ تھا۔ لیکن جب آپ نے یہ سوچا تو پھر آپ کو اور بھی کئی خیال آئے کہ لوگ شاید کہیں کہ زیدؓ تو آپ کا متبنّٰی ہے، آپ کا منہ بولا بیٹا ہے اور یہ اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کرنے لگے ہیں۔ یہ وہ فکریں اور دوہری مشکلات تھیں جو آپ کو درپیش تھیں۔ آپ کے دل میں زینبؓ کے لئے محبت اور شادی کرنے کا شائبہ تک نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کبھی بھی زیدؓ کو طلاق نہ دینے پر اصرار نہ کرتے۔ اور تصور کریں کہ زید جو آپ کے انتہائی فرمانبردار اور مطیع خادم تھے، آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے یہاں تک کہ جب آنحضرت ﷺ نے انہیں مکمل آزادی دے دی تھی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر اپنے والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے رسول کریمؐ کی اس نصیحت کو قبول نہ کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نازک معاملہ تھا کہ زیدؓ نے خیال کیا کہ اگر وہ مزید اس عورت کے ساتھ رہیں گے تو ممکن ہے وہ اپنے تقویٰ کی حفاظت نہ کر سکیں گے اور کسی بھی رنگ میں اس کے ساتھ زیادتی کے مرتکب ہو جائیں گے اور یہ امر آنحضرتؐ کے لئے بڑی تکلیف کا موجب ہوگا اور یہ زیدؓ کی آنحضرتؐ سے بے پناہ محبت ہی تھی کہ جس نے زیدؓ کو آنحضرتؐ کی نصیحت کے انکار پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے سوچا کہ میں نے اگر اس وقت آنحضرتؐ کی نصیحت قبول کر لی جسے کہ میں بصد شوق قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر میں آپؐ کی محبت میں اس نصیحت کو مان لینے کے بعد معاملہ پر قابو نہ رکھ سکا اور برداشت سے باہر ہو کر کوئی زیادتی کر بیٹھا تو میری وہ حرکت محمدؐ رسول اللہ کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچانے کا موجب بن جائے گی۔

وہ عورت جس کے ساتھ آنحضرتؐ نے شادی کا فیصلہ کیا تھا محض اس بنا پر تھا کہ اگر زید میری نصیحت کو قبول نہیں کرتا تو پھر میرے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اور مجبور ہوں کہ اس عورت کی عزت کی خاطر اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لوں۔ اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو گلیوں میں یہ باتیں ہوتیں کہ دیکھو محمدؐ رسول اللہ کا کیا ہوا ایک فیصلہ ناکام ہو گیا۔ یہ تھا آپؐ کا ڈر۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں فیصلہ کروں گا۔ لوگوں کی باتوں سے خوفزدہ مت ہو۔ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں تجھے ان کی بالکل بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف وہ کرو جسے تم درست سمجھتے ہو اور جس کا خدا کا تقویٰ تقاضا کرتا ہے۔ اس وجہ سے یہ شادی ہوئی۔........ یہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، تمام نبیوں کے سردار، لیکن ان علماء کی حالت دیکھو کہ اس عظیم نبی کی طرف کیسے کیسے بے ہودہ خیالات منسوب کرتے اور انہیں سرعام کہانیوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے مسلمان علماء کی ان بیہودہ سرائیوں سے آپؐ کو پاک قرار دیا اور بتایا کہ تمام نبیوں میں سب سے زیادہ معصوم، پاک اور عظمت و شان والے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(محترم حلمی شافعی صاحب نے کہا کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ "وَاتَّقِ اللّٰهَ" میں خطاب زیدؓ سے نہیں بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا ہے)۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: یہ بالکل فاسد اور غلط خیال ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ زیدؓ سے کہہ رہے ہیں "وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ........" (الاحزاب:۳۸)۔ یہ ایک مکمل جملہ ہے جو حضرت رسول کریم ﷺ زید کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں اور اس کے بعد آتا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر (غانا) میں کوئز پروگرام، سیمینار اور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد

رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ ایسارچر۔ غانا

کوئز پروگرام

اسلامیات کے نصاب کو یاد کروانے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ کوئز کے ذریعہ طلباء کو معلومات از بر کرائی جائیں چنانچہ کوئز کا ایک پروگرام بنایا گیا۔ اس طرح غیر مسلم طلباء تک بھی یہ پیغام پہنچ جاتا ہے۔ کوئز کے لئے درج ذیل نصاب تجویز کیا گیا:

1.The Pre-Islamic period of Arabia.

2.The Life of the Holy Prophet (p.b.u.h) from birth to Hijra .

SS2 اور SS3 کے دس طلباء لے کر ان کی پانچ ٹیمیں بنائی گئیں اور ان ٹیموں کو بار بار یاد دہانی کرا کے نصاب تیار کروایا گیا۔ طلباء کے لئے یہ بالکل نیا پروگرام تھا لہذا سب ٹیموں کو بلا کر پروگرام کی ایک بار مکمل ریہرسل کی گئی۔

پروگرام کے لئے سکول کے آخری دو پیریڈ مختص تھے۔ ۱۸ر فروری ۱۹۹۹ء کو ٹھیک 2:20 بجے بعد دوپہر سب طلباء اور اساتذہ اسمبلی ہال پہنچ چکے تھے۔ ٹیمیں اپنی جگہیں سنبھال چکی تھیں۔ Mr.Dimbie Mumuni Issah ہیڈ ماسٹر تشریف لائے تو ان کی صدارت میں پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد Mr.Abonye Usman نے مقابلے کے قواعد پیش کئے۔ قواعد کے بعد سوالات کے تین راؤنڈ ہوئے۔ ہر راؤنڈ کے بعد دو احمدی طالبات نصرت صاحبہ اور رحمت صاحبہ اپنی خوبصورت آواز میں Songs of Praise پیش کرتی رہیں۔ ان نغمات میں درود شریف، کلمہ طیبہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور صداقت کا ذکر تھا۔ ان نغمات سے محفل کا سماں خوب بندھ جاتا رہا۔

جو سوالات ٹیموں کو نہ آتے تھے وہ سوالات سامعین سے پوچھے جاتے۔ اس طرح وہ بھی مقابلہ میں برابر شریک رہے۔ سب ٹیمیں بھرپور تیاری کے ساتھ آئی تھیں۔ دو ٹیمیں تو آخر وقت تک برابر رہیں۔ آخر پر صدر مجلس مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے کوئز میں شامل ہونے والی ساری ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے اور کوئز کی انتظامیہ اور ٹیموں کا شکریہ ادا کیا اور یوں اجتماعی دعا کے ساتھ یہ کوئز پروگرام بفضل خدا اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆......☆......☆

رپورٹ سیمینار

خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۹ء کو ایک سیمینار کے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ چونکہ ہمارے مخاطب طلباء تھے لہذا اس حوالہ سے آنحضور ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث کو بطور موضوع منتخب کیا گیا:

"Seek Knowledge from the cradle to the grave."

مقررین کو ایک ماہ قبل تقاریر کے عناوین سے آگاہ کر دیا گیا نیز انہیں مسلسل یاد دہانی کرائی جاتی رہی۔ تمام مقررین نے ہماری درخواست پر تقریر لکھ رکھی تھی جسے بعد میں پڑھ گیا۔

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۹ء کو 2:20 بجے بعد دوپہر تمام طلباء اور اساتذہ اسمبلی ہال میں جمع ہوئے۔ تلاوت کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر سیمینار کا تعارف کروایا اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

پہلی تقریر ایک طالب علم Mr.Abonyi Usman کی۔ انہوں نے "علم کی اہمیت، احادیث نبویہ کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے بعض اقوال رسول ﷺ کی روشنی میں علم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

ان کے بعد سکول کے شعبہ عیسائیت کے استاذ محترم Mr.Monney تشریف لائے اور "علم کی اہمیت بائبل کی رو سے" کے موضوع پر تقریر کی۔

ہمارے تیسرے مقرر ایک احمدی ٹیچر Mr. Incom Kojo Ahmad نے "علم کی اہمیت سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

آخری تقریر خاکسار کی تھی۔ میری تقریر کا عنوان تھا "علم کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں"۔ خاکسار نے بعض آیات قرآنیہ کے حوالہ سے طلباء پر حصول علم کی اہمیت واضح کی۔

آخر پر مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب ڈائس پر تشریف لائے اور صدارتی خطاب سے نوازا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں طلباء کو بہت سی مثالیں دے کر علم کی اہمیت پر خوب روشنی ڈالی۔ انہوں نے آخر پر دعا کروائی اور اس اجتماعی دعا کے ساتھ خدا کے فضل سے یہ سیمینار بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔

☆......☆......☆

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

طلباء میں آنحضورؐ کی محبت اجاگر کرنے کے لئے اور انہیں آنحضرت ﷺ کی عظمت سے روشناس کروانے کے لئے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا بھی پروگرام بنایا گیا۔ خدا کے فضل سے یکم اپریل ۱۹۹۹ء کو یہ جلسہ سکول میں منعقد کیا گیا۔

تلاوت اور اس کے ترجمہ کے بعد خاکسار نے جلسہ سیرت النبیؐ کی غرض و غایت بیان کی اور ان تینوں عربی الفاظ کی وضاحت کر کے بتایا کہ اس قسم کے اجلاسات میں ہم آنحضورؐ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کرتے ہیں۔

پہلی تقریر ایک طالب علم مکرم حافظ عثمان صاحب نے کی جس کا عنوان تھا "آنحضور ﷺ کی طبقہ نسواں پر شفقت"۔ انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں احادیث اور واقعات سے اپنے موضوع پر خوب روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر ہمارے ایک احمدی استاد اور اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر Mr.Incom Kojo Ahmad کی تھی۔ انہوں نے "آنحضور ﷺ کا بچوں سے حسن سلوک" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے بڑی عمدگی سے احادیث نبویہ اور بعض واقعات کی روشنی میں بچوں کے ساتھ آنحضورؐ کی محبت اور شفقت کو اجاگر کیا۔

آخری تقریر خاکسار کی تھی۔ عنوان تھا "آنحضور ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک"۔ خاکسار نے بعض واقعات بیان کر کے آنحضورؐ کی دشمنوں پر شفقت اور رحمت کا ذکر کیا۔

جلسہ کے دوران وقفہ وقفہ سے ہمارے تین احمدی طلباء خوبصورت آواز میں پاکیزہ نغمات، درود شریف، کلمہ طیبہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد وغیرہ کے ذکر پر مشتمل پیش کرتے رہے۔

آخر پر مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب (صدر مجلس) نے اپنے خطاب سے نوازا اور طلباء کو بتایا کہ یہ وہ اخلاق ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کو خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان سب کو اپنانے چاہئیں اور اس قسم کے اجلاسات سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔

آپ کی اختتامی دعا کے ساتھ ہمارا یہ پہلا جلسہ سیرت النبی ﷺ اپنے اختتام کو پہنچا۔

درود اور اتباع رسول قبولیت دعا کے ذرائع ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"قبولیت کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ دوم يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ سوم موہبت الٰہی"۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۵،۱۴)

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ جرمنی از صفحہ ۱۶

احمدیہ عالمگیر اور سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرۃ طیبہ کے حسین پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کیا۔ مقامی علماء، مربیان سلسلہ اور دیگر نوجوانوں نے بھی اس جلسہ میں خطابات کئے۔

احمدی مستورات کے لئے بھی الگ طور پر ایک بڑی مارکی لگائی گئی تھی جس میں ساڑھے نو ہزار خواتین نے جلسہ کی کارروائی سنی۔ بروز ہفتہ ان کا اپنا پروگرام تھا جس میں خواتین نے تقاریر کیں۔ جمعہ اور اتوار کو تمام پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے ریلے کئے گئے۔

یہ جلسہ اس پہلو سے بھی بہت کامیاب رہا کہ حاضر احباب کی اکثریت نے جلسہ کے تمام پروگراموں میں پورے اخلاص اور جذبہ سے حصہ لیا اور ہمہ تن گوش ہو کر تقاریر کو سنا۔ اور ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل کو خوش کرنے والی اطاعت کا نمونہ پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو ہماری طرف سے آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی خبریں پہنچاتا رہے۔ تمام کارکنان اور حاضرین کو اپنی جناب سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس جلسہ کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے۔

(رپورٹ: صادق محمد طاہر، جرمنی)

اعلانات نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۹۹ء بعد نماز ظہر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

پہلا نکاح:

عزیزہ رفیعہ منصورہ سلیم صاحبہ بنت مکرم عزیزم محمد سلیم صاحب ساکن لندن کا نکاح عزیزم عبدالمنان صاحب ابن مکرم عبدالحمید صاحب ساکن ہالینڈ کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈز حق مہر پر طے پایا۔

دوسرا نکاح:

عزیزہ نبیلہ آفتاب صاحبہ بنت مکرم آفتاب احمد صاحب ساکن جرمنی کا نکاح عزیزم عطاء القدیر ابن مکرم منور احمد صاحب خورشید کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا۔

تیسرا نکاح:

عزیزہ عائشہ صدیقہ بنت مکرم ارشاد عالم آفتاب صاحب ساکن لاہور کا نکاح عزیزم حافظ محمد نصر اللہ خان ابن مکرم نذر محمد کھوکھر صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا۔

اعلانات نکاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ نکاح دین و دنیا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

NIM AGENCIES CC
Importer / Exporter
Interested parties to do business with South Africa
Please contact: I.A.Chaudhry
Tel: 27-11-486 1796 Fax: 27-11-486 1803
e-mail: nimagencies@global.co.za
P.O.Box 1490 ROOSEVELT PARK 2129
Johannesburg. Republic of South Africa

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت سید امیر علی صاحبؓ سیالکوٹی

روزنامہ "الفضل" ۶ر جنوری ۹۹ء میں مکرم ملک محمد اکرم صاحب کے قلم سے حضرت سید امیر علی صاحبؓ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔ آپؓ اندازاً ۱۸۴۱ء میں سیدانوالی ضلع سیالکوٹ کے ایک شیعہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ محکمہ پولیس میں سارجنٹ کے عہدہ پر ملازم ہوئے۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی صحابہؓ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا اور حضورؑ سے آپؓ کا تعلق ۱۸۸۸ء سے تھا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ قبولِ احمدیت سے پہلے میرا خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان ہی نہ تھا مگر جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور حضورؑ کی صحبت اختیار کی تو خدا تعالیٰ کے عجیب و غریب جلوے دیکھے۔ ہر روز خدا تعالیٰ کوئی نہ کوئی الہام کرتا ہے یا کسی بزرگ سے ملاقات کرواتا ہے۔ چنانچہ آپؓ کے کشوف و الہامات حضرت اقدسؑ کے حکم کے تحت اخبار میں شائع کئے جاتے تھے۔ آپؓ کی مستقل ڈائری بھی اخبار میں شائع ہوتی رہی۔

حضرت شاہ صاحبؓ اکثر قادیان آیا کرتے۔ ۴ر مئی ۱۸۹۸ء کے جلسہ قادیان میں بھی شریک ہوئے۔ باوجود سرکاری ملازمت میں ہونے کے دعوت الی اللہ کا ایک چسکا رکھتے تھے۔ آپؓ کی اہلیہ نے آپؓ کی طویل دعوت الی اللہ کے بعد مارچ ۱۹۰۱ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد باقی خاندان کی توجہ بھی احمدیت کی طرف ہوگئی۔

آپؓ کو کشفاً بتایا گیا کہ آپؓ حضرت مسیح موعودؑ سے تبتّل کے معانی دریافت کریں۔ اس کشف کی بناء پر جب آپؓ نے معانی دریافت کئے تو حضورؑ نے ایک لمبی تقریر فرمائی اور آخر میں خلاصۃً فرمایا: "خدا ہی کی رضاء کو مقدم کرنا تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکّل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکّل۔ اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے"۔

حضورؑ نے آپؓ کا نام ۳۱۳ صحابہ کی فہرست میں ۷۹ ویں نمبر پر درج کرکے فرمایا: "شاہ صاحب کو تو ایسے ہمارے تصدق کے زنجیر پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا کرے کہ اس قسم کے زنجیر سب کو پڑیں۔ ہم حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ ان کا خاتمہ اسی ایمان پر ہوگا"۔ اسی طرح حضورؑ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں بعض خاص صحابہ کی تعریف فرمائی اور ۲۵ ویں نمبر پر آپؓ کا نام یوں درج فرمایا:

"حبی فی اللہ سید امیر علی صاحب۔"

اخبار شحنہ ہند کے ایڈیٹر نے حضورؑ کے خلاف جب بہت گند اچھالا تو بعض احباب نے اُس کو حضورؑ کے مقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ اُن احباب میں حضرت شاہ صاحب کا نام بھی شامل تھا۔ آپؓ نے ۲۳ر اکتوبر ۱۹۰۶ء کو اپنے گاؤں سیدانوالی میں وفات پائی۔

-......☆......☆......☆......-

علامہ زمخشری

آپ کا اصل نام محمود بن عمر اور کنیت ابوالقاسم ہے۔ ۴۶۷ھ میں خوارزم علاقہ کی بستی زمخشر میں پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز تک مکہ میں مقیم رہے اور بغداد سے بھی علم حاصل کیا۔ کئی بار خراسان بھی آئے۔ آپ تفسیر، حدیث، نحو، لغت اور ادب میں عدیم المثال تھے اور کوئی شخص اُس دور میں آپ کا حریف نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "زبان عرب کا ایک بے مثل امام جس کے مقابل پر کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں یعنی علامہ زمخشری"۔

علامہ زمخشری کی تفسیر "الکشّاف" کے نام سے مشہور ہے اور تفسیر کی بہترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ علامہ کو اپنی تفسیر پر بہت ناز تھا۔ آپکے ایک شعر کا ترجمہ ہے: "دنیا میں لاتعداد کتب تفسیر ہیں، مگر میری زندگی کی قسم! کشاف جیسی ایک بھی نہیں۔ اگر تو ہدایت کا طلبگار ہے تو اسے پڑھتا رہ اسلئے کہ جہالت ایک بیماری ہے جس سے کشاف شفا بخشتی ہے"۔ حقیقت یہی ہے کہ علامہ کے بعد آنے والے علماء نے اس تفسیر سے بہت استفادہ کیا۔ اس پر جو تنقید کی جاتی ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ علامہ نے اس میں فرقہ معتزلہ کی ترجمانی کی ہے۔

علامہ زمخشری کی وفات ۵۳۸ھ میں جرجانیہ (خوارزم) میں ہوئی۔ آپ کے بارہ میں یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر جنوری ۱۹۹۹ء میں مکرم غلام مصباح صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے علامہ زمخشری کے بارہ میں فرمایا: "یہ علماء زمخشری کو اچھا نہیں سمجھتے مگر ہمارے خیال میں وہ ان علماء سے بہتر اور افضل تھا۔ گو معتزلی تھا مگر اس کے ایمان نے گوارا نہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی عظمت پر داغ لگاوے بلکہ اس کے دل میں اسلامی غیرت اور محبت نے جوش مارا"۔

حضورؑ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "علامہ امام زمخشری لسان العرب کا مسلّم عالم ہے اور اس فن میں اس کے آگے تمام مابعد آنے والوں کا سر تسلیم خم ہے اور کتب لغت کے لکھنے والے اس کے قول کو سند میں لاتے ہیں جیسا کہ صاحب تاج العروس بھی جابجا اس کے قول کی سند پیش کرتا ہے"۔

اور اس ارشاد سے غلط مطلب نکالنے کا ردّ کرتے ہوئے آپؑ نے احتیاطاً یہ بھی تحریر فرمایا کہ "واضح رہے کہ اس جگہ جو ہم نے زمخشری کو علامہ اور امام کے نام سے یاد کیا ہے وہ محض باعتبار تبحر فن لغت کے ہے کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ شخص زبان عرب کی لغات اور ان کے استعمال کے محل اور مقام اور ان کے الفاظ فصیح اور غیر فصیح اور لغت جید اور لغت ردّی اور مترادف الفاظ کے فروق اور خصوصیتیں اور ان کی ترکیبات اور ان کے الفاظ قدیم اور مستحدث اور قواعد لطیفہ صرف و نحو و بلاغت میں خوب ماہر اور ان سب باتوں میں امام اور علامہ وقت تھا نہ کہ اور کسی بات میں"۔

-......☆......☆......☆......-

جنوبی افریقہ

جنوبی افریقہ - مختلف رنگ و نسل کے ۴۴ ملین لوگوں کا ملک ہے۔ کیپ ٹاؤن یہاں کا آئینی، پریٹوریہ انتظامی اور بلوم فانٹین عدالتی دارالحکومت ہیں۔ ملک نو صوبوں میں منقسم ہے۔ بنیادی طور پر ایک خشک ملک ہے تاہم زیادہ گرمی نہیں پڑتی۔

یہاں کی تاریخ مختلف نسلوں اور تہذیبوں کے درمیان تصادم کی کہانی ہے۔ سترھویں صدی میں ہالینڈ کے (ڈچ) باشندے یہاں پہنچے اور کسانوں کے طور پر پھیلتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی گورے اور کالے کا تصور پروان چڑھا۔ انگریزوں نے ۱۷۹۵ء میں پہلا حملہ کیا اور ۱۸۰۶ء میں دوبارہ حملہ کرکے یہاں قابض ہوگئے تو افریقان ڈچ نے ملک کے اندرونی حصوں کی طرف ہجرت شروع کی۔ کالوں کے مشہور قبیلہ زولو کے بادشاہ شاکا نے ۱۸۳۸ء میں افریقان (ڈچ) قبیلہ کے ساتھ شدید لڑائی ہوئی۔ ۱۸۷۹ء میں انگریزوں کے ساتھ زولو قبیلہ کی لڑائی ہوئی تاہم انگریزوں نے جلد ہی تمام اقوام کو زیر کرلیا۔

۱۸۶۰ء میں ہندوستانی کام کی غرض سے پہلی بار یہاں پہنچے تھے اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہا مگر ۱۸۹۶ء میں ہندوستانی مہاجرین کی آمد کو محدود کرنے کے لئے قانون نافذ کردیا گیا۔

۱۸۶۷ء میں یہاں ہیروں کی دریافت اور ۱۸۸۶ء میں سونے کی دریافت نے جنوبی افریقہ کو بدل کر رکھ دیا۔ بہت سے نئے لوگ یہاں پہنچے اور ایک دیہاتی و پسماندہ تہذیب بڑھتی ہوئی صنعتی معیشت میں تبدیل ہوگئی۔ نئے آنے والوں میں جرمن، یہودی، یونانی، پرتگالی اور اطالوی شامل تھے چنانچہ اب جنوبی افریقہ Rainbow Nation کہلاتا ہے۔ اس وقت ملک میں کالے ۷۰ فیصد، گورے ۲۰ فیصد، برصغیر کے ۵ فیصد لوگ بستے ہیں جبکہ ۵ فیصد وہ رنگدار ہیں جو گوروں اور کالوں کے ملاپ سے وجود میں آئے۔

۱۹۴۸ء کے بعد ملک میں گوروں اور کالوں کی تفریق یعنی نسل پرستی کو قانونی حیثیت دی جانے لگی۔ چنانچہ دونوں قوموں کے درمیان تصادم بڑھتا گیا اور ظلم و ستم کے سنگین واقعات کی وجہ سے جنوبی افریقہ پر سیاسی دباؤ بھی بڑھنے لگا چنانچہ ۱۹۶۱ء میں اس نے کامن ویلتھ سے علیحدگی اختیار کرلی اور نیلسن منڈیلا کو عمر قید کی سزا دے کر جزیرہ رابن بھجوادیا گیا۔ آخر لمبے عرصہ کے بعد ۱۹۹۰ء میں ایف، ڈبلیو ڈی کلارک نے ملک کا صدر بن کر کالوں کی سیاسی پارٹی افریقن نیشنل کانگریس پر سے پابندی اٹھالی اور منڈیلا کو ۲۷ سال بعد جیل سے رہا کردیا گیا۔ ۹۴ء میں متحدہ قوم کے طور پر ملک میں پہلی بار انتخابات ہوئے جو افریقن نیشنل کانگریس نے بھاری اکثریت سے جیتے اور نیلسن منڈیلا صدر بن گئے۔ اور جنوبی افریقہ سیاسی طور پر بین الاقوامی سطح پر قبول کرلیا گیا۔ اس ملک کے خوبصورت قدرتی مناظر سیاحوں کیلئے بہت کشش رکھتے ہیں۔ ۹۵ء کے بعد سے اب تک سیاحت میں ۳۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

جنوبی افریقہ میں احمدیت کا آغاز اس طرح ہوا کہ مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب وہاں سے میڈیکل میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے لندن آئے اور یہاں جماعت سے رابطہ ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ واپس جاکر آپ نے ۱۹۴۶ء میں جنوبی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۶ء میں Mediator ایک رسالہ شروع کیا گیا۔ ۵۹ء میں ماہنامہ "العصر" کا اجراء ہوا اور ۱۹۶۰ء میں لجنہ اماءاللہ نے "البشریٰ" جاری کیا۔ یہ دونوں رسالے اب تک شائع ہورہے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں احمدیت کی کامیابی دیکھ کر بہت سے مخالفین نے ۲ر مئی ۱۹۶۵ء کو ایک جلسہ میں اکٹھے ہوکر احمدیوں کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ اُس وقت سے یہ مخالفت جاری ہے۔ اس کے باوجود ۱۹۶۹ء میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو باقاعدہ مشن ہاؤس عطا کیا اور ۷۱ء میں مسجد بھی تعمیر کی گئی جس کا افتتاح مرحوم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب کی ہمشیرہ محترمہ عائشہ پٹ صاحبہ نے کیا۔ اس مشن ہاؤس کو ۶۷ء میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ کی مہمان نوازی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

گزشتہ برس اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک نیا مرکز جوہانسبرگ کے اچھے علاقہ میں خریدنے کی توفیق دی ہے جس میں مسجد تعمیر کرنے کی گنجائش بھی ہے۔ اگرچہ احمدی ملک کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں تاہم اس وقت دو بڑی جماعتیں (کیپ ٹاؤن اور جوہانسبرگ) تیزی سے کام کررہی ہیں۔

یہ معلوماتی مضمون مکرم ڈاکٹر عالیہ عصمت صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر جنوری ۹۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

10/09/99 - 16/09/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 10th September 1999 — 30 Jamada al ula 1420

00.05 Tilawat, News
00.50 Children's Corner: Tarteel ul Qur'an Class Lesson No. 23 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 258 (R) Rec: 11.03.97
02.00 Tabarukaat: Speech by Abul Ata Sahib From Jalsa Salana 1963 (R)
02.55 Urdu Class: Lesson No.23 (R) Rec: 10.12.94
03.55 Learning Arabic: Lesson No. 11 (R)
04.15 Urdu adab ka Ahmadiyyat Dabistan (R)
04.55 Homeopathic Lesson: Lesson No.64 (R) Rec: 24.01.95
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Tarteel ul Qur'an Class Lesson No. 23. (R)
07.00 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 4 (R)
07.15 Saraiky Item: Friday Sermon by Huzoor Rec:15.05.98
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.258 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No.23 (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Hadith,....
11.25 Bengali Service: Speech, Khatum un Nabi By Muhtaram Janab Ali Sahib
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon
14.10 Rencontre Avec Les Francaphones: With French speaking friends
15.20 Friday Sermon (R)
16.20 Children's Class: Lesson No.3, Part 1 MTA Canada
16.50 German Service: Quran und Bible,....
18.05 Tilawat Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No.24 Rec:11.12.94
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.259 Rec: 12.03.97
20.50 MTA Belgium: Children's Class
21.20 Medical Matters: Topic, 'Skin' Guest: Dr Saeed Ahmed Khan Sb
21.50 Friday Sermon (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francaphones (R)

Saturday 11th September 1999 — 01 Jamada al akhera 1420

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.40 Children's Class: MTA Canada No3,Pt 1
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.259 (R)
02.20 Friday Sermon (R)
03.20 Urdu Class: Lesson No.24 (R)
04.30 Computer For Everyone: Part 14
04.55 Rencontre Avec Les Francaphones (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith,News
07.00 Children's Class: MTA Canada No3, Pt 1
07.30 MTA Mauritius: Variety Programmes
08.20 Medical Matters: 'Skin' (R) Guest: Dr Saeed Ahmad Khan Sb
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.259 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No.24 (R)
11.00 Indonesian Service: Various programmes
12.05 Tilawat, News, Review of the week
13.00 Learning Danish: Lesson No.9
13.25 Computers For Everyone: Part 14 (R)
13.55 Bengali Service: The significance of Masih Maud Day, Cow farming, more....
14.55 Children's Class: With Huzoor
15.55 Children's Corner: Quiz, Khutbat e Imam From Friday Sermons 12 and 19 Dec. 1997
16.40 Hakayat e Shereen: Various Stories
17.20 German Service: Schule und Dann
18.05 Tilawat, Darsul Hadith, Review of theWeek
18.40 Urdu Class: Lesson No.25 Rec:16.12.94
19.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.260 Rec: 13.03.97
21.10 Al Tafseer ul Kabeer: Session No.57
21.35 Children's Class: With Huzoor (R)
22.40 Q/A Session with Huzoor and foreign guests Rec: 12/08/99, Part 2

Sunday 12th September 1999 — 02 Jamada al akhera 1420

00.05 Tilawat, News, Review of the Week
00.55 Children's Corner: Quiz Khutbat e Imam
01.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.260 (R)
02.25 Canadian Horizon:
03.30 Urdu Class: Lesson No.25 (R)
04.30 Learning Danish: Lesson No.9
04.55 Children's Class: With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.50 Review of the Week
07.00 Children's Corner: With Huzoor (R)
07.50 Q/A Session: Huzoor and foreign guests Rec: 12/08/99 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.260
09.55 Urdu Class: Lesson No.25 (R)
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News, Review of the Week
12.50 Learning Chinese: Lesson No.138
13.20 Friday Sermon (R)
14.20 Bengali Service: Death of Hadhrat Isa (AS) Nazm, More,....
15.20 English Mulaqat: with Huzoor and guests Rec: 31/01/96
16.30 Children's Class: Lesson No.27, Part 2 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.00 German Service: Journal, Al Maidah,...
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class: With Huzoor
19.30 Review of the Week
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.261 Rec: 18.03.97
20.40 Albanian Item: Answers to some objections
21.20 Dars ul Qur'an: No.2, Rec: 04.02.95
22.50 English Mulaqat: With Huzoor (R)

Monday 13th September 1999 — 03 Jmada al Akhera 1420

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children's Class: Lesson No.27, Part 2 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.261 (R)
02.10 MTA USA: The establishment of a righteous community
02.55 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.10 Learning Chinese: Lesson No.138 (R)
04.40 English Mulaqat: with Huzoor and guests
06.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.45 Children's Class: Lesson No.27, Part 2 (R)
07.15 Dars ul Quran: No.2, Rec: 02/02/95 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.261 (R)
09.45 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.50 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Norwegian:
13.10 MTA Sports: Badminton Final Khalid Karachi vs Tahseem Rabwah
14.00 Bengali Service:Truth of the Imam Mahdi,..
15.00 Homeopathic Class: Lesson No.65 Rec:30.01.95
16.10 Children's Class: Lesson No.27, Part 2 (R)
16.55 German Service: Begenung mit Huzoor
18.05 Tilawat, Darsul Malfoozat
18.20 Urdu Class:With Huzoor
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.262 Rec:19.03.97
20.50 Turkish Programme: Blessings of Khilafat
21.25 Rohani Khazaine:
21.50 Homeopathic Class: Lesson No.65 Rec: 30.01.95
23.00 Learning Norwegian: (R)
23.30 Documentary: Exhibition from Rabwah

Tuesday 14th September 1999 — 04 Jamada al Akhera 1420

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: With Huzoor (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.262 (R)
02.20 MTA Sports: Badminton Final (R)
03.05 Urdu Class: (R)
04.20 Learning Norwegian: (R)
04.55 Homeopathic Class: Lesson No.63 (R)
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: With Huzoor (R)
07.10 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 06/03/98
08.15 Rohani Khazaine:
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 262 (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.50 Urdu Class: (R)
11.00 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.18
13.00 From the Archives: Friday Sermon Rec: 10.11.89
13.55 Bengali Service: Various Programmes
15.05 Tarjumatul Quran Class: No.29. With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.05 Children's Corner: Waqfeene Nau Item
17.00 German Service: Buch Gottes, Nasrat Ecke
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: With Huzoor
19.45 Liqa Ma'al Arab; Session No.263 Rec: 20.03.97
20.50 Norwegian Item: Contemporary Issues
21.10 Interview: with prisoner of conscience Mohammad Anwar Sahib
21.25 Hamari Kaenat
21.55 Tarjumatul Quran Class: No.29 (R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.00 Learning Swedish: Lesson No.18 (R)
23.20 Speech: The life of Hadhrat Saad bin Mu'az (RA), By Hafiz Muzaffar Sahib

Wednesday 15th September 1999 — 04 Jamada Al Akhera 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Tarteel ul Quran Class Lesson No.24 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.263 (R)
02.00 From the Archives: Friday Sermon Rec:10.11.89
02.55 Urdu Class: With Huzoor (R)
03.55 Learning Swedish: Lesson No.18 (R)
04.20 Speech: The life of Hadhrat Saad bin Mu'az (RA), By Hafiz Muzaffar Sahib
04.55 Tarjumatul Quran Class: No.29 (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Tarteel ul Quran Class Lesson No.24 (R)
07.05 Swahili Item: Friday Sermon by Huzoor Rec: 23.08.96
08.25 Hamari Kaenat
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.263 (R)
10.00 Urdu Class: With Huzoor (R)
11.00 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Spanish: Lesson No.4
13.00 Urdu Mulaqat: With Huzoor and guests Rec:23.12.94
14.05 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor Rec: 25.12.98
15.10 Tarjumatul Quran Class: No.30
16.10 Children's Corner: Guldasta No.1
16.55 German Service: Reise ins licht
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class: With Huzoor
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.264 Rec:25.03.97
20.35 MTA France: Source de Lumiere
21.05 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.20 Durre Sameen
21.55 Tarjumatul Quran Class: No.30
22.55 Learning Spanish: Lesson No.4 (R)
23.20 Speech: By Basharat Mehmood Sahib Topic: Tarbiyyat e Aulad

Thursday 16th September 1999 — 06 Jamada al Akhera 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Guldasta No.1 (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.264 (R)
02.05 Urdu Mulaqat: With Huzoor (R)
03.10 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.10 Learning Spanish: Lesson No.4 (R)
04.35 Speech: By Basharat Mehmood Sahib Topic: Tarbiyyat e Aulad
04.55 Tarjumatul Quran Class: No.30
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta No.1 (R)
07.05 Sindhi Item: Friday Sermon by Huzoor Rec: 23.10.98
08.05 Dars Malfozaat
08.20 Durre Sameen (R)
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.264 (R)
09.55 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.12
13.00 Tabarukaat: Speech by Abul Ata Sahib From Jalsa Salana 1968
14.00 Bengali Service: Q/A Session with Huzoor Rec: 15.02.98 – Part 1
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.66 Rec: 31.01.95
16.05 Children's Corner: Tarteel ul Quran Class

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, September 10, 1999 Issue No. 37

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سابق اقتصادی مشیر اعلیٰ اقوام متحدہ کے افکار وخیالات

سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ لاہور سے وابستہ ایک اہل قلم جناب کے۔ایم۔ اعظم، سابق اقتصادی مشیر اعلیٰ اقوام متحدہ برصغیر کے مذہبی لیڈروں کی غیر اسلامی روش اور اسلام کے نظام اخلاق و رواداری پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"کیا ہم فقہ عالمگیری کے فی الفور رائج کرنے کے نعرے بلند کرنے والوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اپنے آٹھ سالہ دور حکومت میں مسلمان بادشاہوں نے سود پر کیوں کوئی قدغن عائد نہ کی اور اس طرح ۱۹۳۰ء میں ہمیں Indian Banking Enquiry Committee سے یہ طعنہ سننا پڑا کہ قدیم ہند میں ریاست کا یہ فرض تھا کہ سود کے متعلق قوانین بنائے لیکن باوجود اس کے کہ اسلام میں سود لینا حرام ہے اسلامی حکومت نے سود پر کوئی پابندیاں عائد نہیں کیں۔

ایک شے جس نے پچھلے سو ڈیڑھ سو سال سے ہمارے دینی اکابرین کے ذہنوں کو مسحور کیا ہوا ہے وہ ہے غلبہ اسلام کا مسئلہ۔ جہاں ایک قوم نے آٹھ سو سال حکومت کی ہو اس میں وہاں دوبارہ غالب ہونے کی خواہش ایک قدرتی امر ہے مگر زمینی حقائق تبدیل ہو چکے ہیں۔ دراصل ہمارے زعماء یورپی ترقی و تسلط سے بہت زیادہ مرعوب تھے بالخصوص Tracy Destut De کی اصطلاحی آئیڈیالوجی (Ideology) سے جس کے تحت افراد کی بہت تھوڑی تعداد نے تھوڑے ہی عرصہ میں پورے ملکوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ شاید زیادہ لوگ اس بات سے آشنا نہ ہوں کہ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی کو فاشزم کی راہ دکھانے والے خیری برادران تھے۔ حضرت مولانا نے دین کو ریاست کے مترادف قرار دیتے ہوئے یہاں تک بھی کہہ دیا کہ اسلامی ریاست فاشسٹ اور کمیونسٹ حکومتوں سے مناسبت رکھتی ہے (اسلام کا نظریہ سیاسی)۔ حضرت مولانا نے پاکستان کی مخالفت بھی اسی لئے کی تھی کیونکہ ان کے خیال میں ایک مضبوط عقیدہ رکھنے والی منظم پارٹی محض اپنے ایمان اور ڈسپلن کی طاقت کے زور پر برسر اقتدار آ سکتی ہے خواہ اس کے ارکان کی تعداد ایک فی ہزار ہو۔ انکا خیال تھا جب مسلمان پورے ہندوستان پر حکومت کر سکتے ہیں تو چھوٹے سے پاکستان پر اکتفاء کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہمارے ممدوح ڈاکٹر اسرار احمد فقط دو ہزار فدائین کی تلاش میں بیس سال سے سرگرداں ہیں۔ ہمارے دینی اکابرین اپنی نظریاتی عینیت پسندی (Ideological Idealism) کے نشے میں زمینی حقائق سے روگردانی کر رہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمان عوام میں بھی یہ غیر حقیقی تصور عام ہے کہ ایک مسلمان دس ہندوؤں پر حاوی ہے۔ ایسے ہی رجحانات کے تدارک کے لئے ایک بار علامہ سلیمان ندوی نے فرمایا تھا کہ اگر بابر بننا ہے تو ہندوکش سے ٹکرانا سیکھو۔

ہندوستان کے لیڈروں نے تو یہ جاننے کے لئے کہ مسلمان زوال پذیر کیسے ہوتا ہے اپنے ریسرچ سکالرز کی ایک ٹیم سپین روانہ کر دی تھی مگر ہم نے خود اپنے زوال کی وجوہات کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پروفیسر سید محمد اکرم اپنے طور پر اس نہایت ہی اہم موضوع پر ایک روشن خیال تحقیق کر رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں جو ہندو مسلم معاشرہ صلح و آشتی اور محبت و مروت کی اساس پر مسلمان حکمرانوں نے قائم کیا تھا اس کی دو بنیادیں تھیں۔ ایک مسلمان فاتحین کی عسکری قوت اور دوسری ان کی اخلاقی قوت (مجلہ اقبال اپریل ۱۹۹۸ء) دوسرے لفظوں میں مسلمانوں کے عروج کا باعث ان کا اخلاق، رواداری اور موت سے نہ ڈرنا تھا اور ان کے زوال کا باعث ان کا اخلاقی انحطاط اور وھن یعنی دنیا سے محبت اور موت کا ڈر تھا۔

اسلام میں اخلاق اور رواداری پر جتنا زور دیا گیا ہے شاید ہی دنیا کے کسی مذہب میں دیا گیا ہو۔ نبی آخر زماں رسول اکرم ﷺ کو یہاں تک بتا دیا گیا کہ لوگوں کو ہدایت دینا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہے دیتا ہے (22:72) اور اگر وہ تم سے منہ پھیر لیں تو تمہارا کام تو صرف واضح طور پر بتانا ہی ہے (16:82) اور ہم نے تمہیں صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (17:105,25:56) رسول اللہ کے ذمے صرف اتنا ہی کام ہے کہ وہ اللہ کے پیغام کو لوگوں تک صحیح صحیح پہنچا دیں۔ (25:54 - 29:18)، ہم نے تمہیں ان کا محافظ نہیں بنایا اور نہ ہی تم ان کے اعمال کے ذمہ دار ہو (6:107)۔ ان آیات کی روشنی میں سورۃ توبہ کی آیات نمبر ۳۳ "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" کا مطلب تعلیم و تبلیغ ہی ہو سکتا ہے نہ کہ غلبہ بالجبر۔ اسلام میں جنگ کفر سے نہیں ظلم اور جارحیت سے ہے۔ سوائے امام شافعی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے سب اماموں اور علماء الاکبر کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے غیر مسلمانوں کے ساتھ تعلقات جنگ کی بجائے امن پر مبنی ہوں۔ اس زمانے میں ہم اپنے غیر مسلم ہم وطنوں کو دوسرے درجہ کا شہری کیسے بنائیں گے"۔

(ماھنامہ "المرشد" لاہور۔ مئی ۱۹۹۹ء صفحہ ۴۸)

جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۴ویں جلسہ سالانہ کا اپنی شاندار روایات کے ساتھ کامیاب انعقاد

بیس ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو اپنا ۲۴واں جلسہ سالانہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذلک۔ یہ جلسہ ۲۰ر تا ۲۲ر اگست (جمعہ، ہفتہ، اتوار) فرینکفورٹ سے جانب جنوب قریباً نوے کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک معروف شہر منہائم (Mannheim) کے اس علاقہ میں منعقد کیا گیا جس کو مئی مارکیٹ (Mai Market) کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہاں ہر سال ماہ مئی میں ایک معروف صنعتی نمائشی میلہ لگتا ہے۔ جس میں مختلف ممالک کے تجارتی ادارے اپنی اپنی مصنوعات کا تعارف کرواتے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ جرمنی کے شعبہ اشاعت کی طرف سے بھی مختلف زبانوں میں تعارفی کتب اور قرآن مجید (مترجم) اور آڈیو ویڈیو کیسٹس پر مبنی ایک سٹال لگایا جاتا ہے جس میں مقامی جماعت منہائم کے مرد و زن بڑے اخلاص کے ساتھ دن رات ڈیوٹی دے کر ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اس وسیع و عریض رقبہ میں جماعت احمدیہ جرمنی ۱۹۹۵ء سے مسلسل اپنے جلسہ ہائے سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ امسال ۱۹۹۹ء میں چونکہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی دیگر اہم مصروفیات کی بنا پر جلسہ پر تشریف نہیں لا سکے اور جماعت جرمنی کے احباب کو گزشتہ کئی سالوں سے اپنے پیارے امام کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہونے کی عادت ہو گئی تھی اس لئے ہر احمدی کے دل میں اس کا شدت سے احساس تھا کہ اگر حضور انور تشریف لاتے اور ایک بار پھر براہ راست برکتیں سمیٹنے کا موقع فراہم ہو جاتا تاہم ہر احمدی اپنے پیارے امام کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرنے کا بھی عادی ہے اس لئے نظام جماعت کی طرف سے یہ کوشش کی گئی کہ جلسہ کی حاضری متاثر نہ ہو اور مقامی نظام کے سربراہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو حاضری کے بارے میں بھی خوشکن اطلاعات بھجوا سکیں۔ اس سلسلہ میں محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ جرمنی نے خصوصی ہنگامی دورہ جات کے ذریعہ ملک بھر میں صدران مقامی کو توجہ دلائی اور احباب کے سامنے اس جلسہ کی اہمیت و برکات واضح کرنے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی کوششوں اور دعاؤں کو بھی قبول فرمایا اور اس جلسہ پر حاضری کی کمی کا جو خدشہ تھا نہ صرف یہ کہ وہ خدشہ دور ہو گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کے قریب قریب حاضری پہنچ گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیس ہزار ایک سو بیس کی تعداد میں احباب نے شامل ہو کر اس جلسہ کی برکات سے استفادہ کیا۔ ان میں کم و بیش ڈیڑھ ہزار سے زائد وہ نو احمدی مرد و زن بھی شامل ہوئے جن میں سے پانچ قومیتوں کے لئے الگ جلسہ گاہیں بنائی گئی تھیں جن میں ان کی اپنی زبان میں تربیتی و تبلیغی امور بیان کئے گئے اور ان کے انتظامات میں بھی ان نو مبایعین نے بڑے جوش کے ساتھ حصہ لیا۔ جرمن اور دیگر بعض مختلف زبانوں کے تراجم کا انتظام بھی تھا جو کہ بڑی جلسہ گاہ میں براہ راست ہیڈ فونز کے ذریعہ کیا گیا تھا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں میں سے بعض علماء کرام سے بھی استفادہ کیا گیا جو کہ جلسہ سالانہ یو۔کے۔ میں شمولیت کے بعد جرمنی تشریف لائے تھے۔ ان علماء میں محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مبلغ انچارج گھانا اور محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (دعوت الی اللہ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنے تجربات اور علمی صلاحیتوں کے پیش نظر احباب جماعت کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جماعت

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔